بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Registered with the registrar of news papers for India at No. R.N. 61/57 ★ Regd. No. P/G.D.P-3 ★ Phone No: 35

خصوصی اشاعت

شمارہ (۳۷)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اس اشاعت کا خصوصی مقالہ

"بہائی میگزین" کا "علمی نمبر"

واقعات کو مسخ کرنے کی افسوسناک سازش

اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائبین

جاوید اقبال اختر —— محمد انعام غوری

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹرز: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ "بدر" قادیان
خصوصی اشاعت

بابت
۱۱ر تبوک ۱۳۵۹ ہش
مطابق
۳۰ر شوال ۱۴۰۰ ہجری
۱۱ر ستمبر ۱۹۸۰ء

جلد : ۲۹
شمارہ : ۳۷

زرِ اشتراک

سالانہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۰ روپے
ششماہی ۔۔۔۔۔۔ ۱۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۔۔۔ ۴۰ روپے
فی پرچہ ۔۔۔۔۔۔ ۴۰ پیسے

اداریہ

بہائی تحریک کا پس منظر اور جماعت احمدیہ کا مقصد و نصب العین

الٰہی نوشتوں اور مخبرِ صادق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کی واضح پیش خبریوں کے مطابق اسلام پر اس کی نشأۃِ اُولیٰ کے بعد ایک ایسا مایوس کُن دورِ انحطاط کا آنا بھی مُقدر تھا جب دُشمنانِ دین متین کی خوفناک ریشہ دوانیوں اور خطرناک سازشوں کی آماجگاہ بن جانے کے نتیجہ میں بظاہر حالات اس کی زندگی کے آثار دُھندلے پڑ جانے تھے۔ اِس انتہائی مایوس کن دور میں بزعمِ خود اسلام کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دینے کے لئے جو خطرناک اندرونی و بیرونی فتنے سر اُٹھانے والے تھے اُن میں واضح طور پر ایک ایسی دجالی تحریک کی بھی پہلے سے نشان دہی کر دی گئی تھی جس کا ظہور خراسان (مملکتِ ایران) سے ہونے والا تھا۔ اور جس نے اپنے اطراف و جوانب میں کُشت و خون اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہوئے شام اور عراق کے دریائی راستہ پر سے گزرنا تھا۔ احادیث نبویؐ میں نہ صرف اس دجالی تحریک کی مدتِ عمر (۴۰ سال) متعین کی گئی تھی بلکہ یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ اِس دجالی تحریک کا واحد مقصد دینِ اسلام میں کجی تلاش کرنا اور اس میں خرابی پیدا کرنے کی ناپاک جسارت ہوگا۔ نیز یہ کہ آخر کار یہ فتنہ بھی دیگر دجالی فتنوں کی طرح اپنے ناپاک ارادوں میں بُری طرح ناکام و نامراد ہونے کے بعد عبرتناک انجام کو پہنچے گا۔ اور اس کا اختتام ملک شام ہی میں ہوگا۔

چنانچہ تیرہویں صدی ہجری میں اسلام کو ضُعف پہنچانے کی غرض سے جن خطرناک سازشوں اور معاندانہ تحریکات نے سر اُٹھایا ان میں بابی اور بہائی تحریک احادیث نبوی میں بیان فرمودہ مذکورہ بالا تمام علامات کی ہُوبہُو مصداق نظر آتی ہے۔ اندرونی طور پر ظاہر ہونے والے دیگر فتنوں کی طرح اِس خطرناک فتنہ کا آغاز بھی بظاہر اسلام اور قرآن کے نام پر ہُوا تھا۔ مگر درپردہ یہ اسلام، بانیٔ اسلام اور قرآن حکیم کے نام تک کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی ایک ایسی منظم، انتہائی مذموم اور خطرناک سازش تھی کہ اگر معاذ اللہ یہ تحریک اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو جاتی تو بلاشک آج دُنیا سے اسلام کا نقشہ بالکل مختلف دکھائی دیتا۔

مگر—— اسلام چونکہ ایک جامع، عالمگیر اور دائمی مذہب ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حتمی وعدہ "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝" (الحجرات: ۹) کے مطابق اس کی حفاظت کے سامان کرنے اور اس کے خلاف سر اُٹھانے والے ان تمام فتنوں کے علاج کے لئے عین وقت پر بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں اس خطرناک دجالی تحریک کا دجل و فریب آفتاب عالمتاب کی طرح کھل گیا۔ آپ نے اپنی بعثت کا مقصد بھی یہ بیان فرمایا کہ:-

"اخیر یہ کہ بڑے بڑے صدمات اسلام پر وارد ہو کر تیرہویں صدی پوری ہوئی اور اس منحوس صدی میں ہزارہا قسم کے اسلام کو زخم پہنچے اور چودھویں صدی شروع ہُوا تو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنت کے موافق موجودہ مفاسد کی اصلاح اور دین کی تجدید کے لئے کوئی پیدا ہوتا۔ سو اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے، مگر خدا نے اِس اُمت کا خاتم الخلفاء اِسی اپنے بندے کو ٹھہرایا۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۵)

بابی و بہائی مذہب کی بُنیاد ہی چونکہ اس عقیدہ پر تھی کہ قرآنی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور اب بابی شریعت اس کے قائم مقام ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات میں اس شیطانی وسوسہ اندازی کی پُر زور الفاظ میں تردید فرمائی۔ اور اس زہر کا تریاق پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

"کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکامِ فُرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۰ - ۶۱)

نیز فرمایا:-

"خدا اُس شخص کا دُشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴)

الغرض اسلام کے خلاف بہائیت کی شکل میں ایران سے جو زہر پیدا ہُوا تھا، اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر اس کا تریاق بھی ایک فارسی الاصل وجود کے ذریعہ نازل فرمایا۔ اور آج اسی ابن فارس کے مبارک ہاتھوں سے قائم ہونے والی ایک فعال اور منظم رُوحانی جماعت "جماعت احمدیہ" اس عظیم مقصد و نصب العین کی تکمیل کے لئے تمام اکنافِ عالم میں کوشاں و سرگرم عمل ہے۔ مجاہدینِ احمدیت کی شبانہ روز تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں وہ دن دُور نہیں جب تمام دُنیا یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی کہ فی الواقع قرآن حکیم ہی ایک ایسا مکمل اور جامع ضابطۂ حیات ہے جو بنی نوعِ انسان کی ابد تک کی راہنمائی اور اس کی تمام ضروریات کی تکمیل کے لئے کافی ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

بابیت اور بہائیت کی بُنیادی اینٹ ہی چونکہ دجل و فریب اور اخفاء و کتمان پر رکھی گئی تھی، اس لئے بہائی لوگ دلائل و براہین کے میدان میں جماعت احمدیہ کے ہاتھوں بارہا عبرتناک شکست و ہزیمت اُٹھانے کے باوجود اپنی مغالطہ انگیزیوں اور افتراء پردازیوں سے اب بھی ملتِ اسلامیہ کو گمراہ کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور اپنی شاطرانہ چالوں سے مسلمانوں کا رُخ قرآن کی بجائے "اقدس" مکہ کی بجائے عکہ اور حضرت خاتم الانبیاء احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے محمد علی باب اور بہاء اللہ کی طرف پھیرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ ایسے حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس باطل تحریک کے ہر حملہ کو ناکام بنا دیں۔ اور حق و صداقت کی تلوار سے اس کا سر کچلنے میں کبھی کوتاہی نہ برتیں۔ کیونکہ بابیت و بہائیت قرآنی شریعت کی منسوخی اور اسلام کی امتیازی خصوصیات کو ملیا میٹ کر دینے کی علم بردار ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کی بنیادی اینٹ ہی اس نظریہ پر قائم ہے کہ:—— "اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ" یعنی تمام قسم کی بھلائیاں قرآن حکیم میں موجود ہیں۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد انچارج شعبۂ تاریخ احمدیت کے بیش قیمت تحقیقی مضامین اگرچہ اس سے پہلے بھی (آگے دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

اخبار احمدیہ

قادیان ۸ر تبوک (ستمبر)—— سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں روزنامہ "الفضل" ربوہ مجریہ ۳۱ر ظہور (اگست) کے ذریعہ موصول شدہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔" الحمد للہ۔

جملہ احباب جماعت تسلسل اور تواتر کے ساتھ حضور پُر نور کے اس مبارک سفر کی اعلیٰ ترین کامیابیوں اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے معجزانہ نتائج بر آمد ہونے کی دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۸ر تبوک (ستمبر)—— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ و بچگان اور جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

تبرکات

بہائیت اور احمدیت کا ایک حقیقت افروز موازنہ

از افادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں سورۃ الفجر کی آیت کریمہ "ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ" کی لطیف تفسیر فرماتے ہوئے بہائیت اور احمدیت کا نہایت ہی پُر لطف اور حقیقت افروز موازنہ فرمایا ہے جو ہر خردمند انسان کے لئے علمی استفادہ کا رنگ رکھتا ہے۔ حسب گنجائش اس تفسیر کے بعض حصے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں ÷ (ایڈیٹر بدر)

لِّذِیْ حِجْرٍ کے الفاظ کا استعمال صاف بتا رہا ہے کہ گزشتہ عظیم الشان نشانات پیش کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ اب تو عقلمند انسان کی سمجھ میں یہ آجانا چاہیئے کہ جو کچھ دعویٰ کیا جا رہا ہے اس کے دلائل بیّنہ اور براہین قاطعہ موجود ہیں۔ اور جب یہ ظاہر ہوں گے اُس وقت تمہیں ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں خدا تعالیٰ نے عظیم الشان غیب کی خبریں دی ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ مرزا صاحبؑ نے یونہی ایک دعویٰ کر دیا ہے اَور بات ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کے دل میں یہ خیال کس طرح پیدا ہو گیا کہ وہ ۱۸۹۰ء میں یہ دعوے کر دے۔ یا آپؑ سے پہلے کسی اَور کے دل میں یہ خیال کیوں پیدا نہ ہوا کہ وہ ۱۸۹۰ء میں یہ دعویٰ کر دے۔ یہ تعداد اور سال بہر حال ایک حد تک مخفی تھے۔ پھر پہلے لوگوں کے دلوں میں ان کا خیال کیوں پیدا نہ ہوا۔ اور کیوں آپؑ نے ہی اس وقت یہ دعویٰ کیا جس وقت پیشگوئیوں کے مطابق مدعی کا کھڑا ہونا ضروری تھا۔ پھر سوال یہ ہے کہ باقی لوگ کیوں کامیاب نہ ہوئے اور آپؑ کیوں کامیاب ہو گئے۔ مہدویت کا دعویٰ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے اور بھی سینکڑوں لوگ کر چکے تھے پھر وجہ کیا ہے کہ وہ تو مٹ گئے اور جس نے ۱۸۹۰ء میں دعویٰ کیا اُسے خدا نے طاقت عطا فرمائی کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ اُس کا دعویٰ خدا کی طرف سے تھا، اتفاقی نہیں تھا۔ اگر اتفاقی ہوتا اور آپؑ کی کامیابی ظاہری جد وجہد کا نتیجہ ہوتی تو بعض مُدعی مہدویت ایسے بھی ہوئے ہیں جنہوں نے مُلک فتح کئے اور حکومت قائم کی اور گو وہ بعد میں تباہ ہو گئے مگر بہر حال اُن کے لئے ترقی پانے کے زیادہ مواقع تھے۔ لیکن اس کے باوجود ایک عارضی کامیابی کے بعد انہوں نے شکست کھائی۔ اور ان کا نام ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کامیابی حاصل کرنے کے کوئی مواقع میسر نہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپؑ نے دُنیا پر فتح پائی۔

پھر ایک اَور فرق یہ ہے کہ آپؑ نے انہیں تاریخوں پر دعویٰ کیا جن تاریخوں کی قرآن کریم اور احادیث میں خبر دی گئی تھی۔ مگر باقی لوگوں میں سے کسی نے آگے دعویٰ کر دیا۔ کسی نے پیچھے ...... باب نے دعویٰ کیا مگر اُس نے بہت پہلے کر دیا۔ اس کے بعد بہاء اللہ نے دعویٰ کیا۔ مگر اس کا دعویٰ بھی پہلے ہوا۔ اور گو اُس نے کچھ زمانہ ایسا پایا جس سے یہ امر مشتبہ ہو سکتا تھا۔ مگر عین اس سے پہلے جبکہ مہدی کی مخصوص علامت چاند اور سورج گرہن نے ظاہر ہونا تھا۔ وہ اس دُنیا سے چل بسا۔ گویا سب مُدعی شہادت کے مواقع سے یا پہلے گزر گئے یا بعد میں پیدا ہو گئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے وقت میں دعویٰ فرمایا جب قرآن اور احادیث کی تمام پیشگوئیاں تقاضا کر رہی تھیں کہ کوئی مُدعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہو۔ اور وہ لوگوں کی اصلاح کا کام سر انجام دے۔ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کونسی ایسی ترقی حاصل ہوئی ہے جس کی بناء پر ہم یہ یقین کر لیں کہ آپؑ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل کوئی موعود ایسا نہیں گزرا جس کی ہر مُلک میں جماعت ہو۔ ہماری جماعت ایسے ایسے ممالک میں قائم ہے جہاں آج سے چند سال پہلے ایک احمدی بھی نہیں تھا۔ اور جہاں اسلام کا نام بھی نہیں پہنچا تھا۔ پھر بڑی بات یہ ہے کہ احمدیوں کو وہاں کام کرنے کا موقعہ ملا ہے جہاں دُوسرے مُدعیوں کا ایک فرد بھی نہیں پہنچا مثلاً مغربی افریقہ ہے۔ اس مُلک کے رہنے والے لوگ ننگے پھرتے تھے۔ علم سے بے بہرہ تھے۔ اور تہذیب وتمدن سے قطعی طور پر ناآشنا تھے جب احمدی مُبلّغین وہاں تبلیغ کے لئے گئے تو اُن کی وجہ سے ہزارہا لوگ انسانیت کے دائرہ میں شامل ہوئے۔ اور انہوں نے بھی متمدن زندگی بسر کرنی شروع کر دی۔ درحقیقت اس قسم کے عملی کاموں سے ہی کسی قوم کی زندگی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ ورنہ خالی ٹریکٹ شائع کر دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کا کام کرنے کی توفیق ملی ہے۔ جس قسم کا کام کرنے کی دُوسرے مُدعیوں کی جماعتیں قطعاً کوئی مثال پیش نہیں کر سکتیں۔

ترقی کی ایک اَور علامت جو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم میں تو پائی جاتی ہے لیکن دوسرے مُدعیوں کی جماعتیں اس سے محروم ہیں۔ وہ قوم کا ایک مرکز پر مجتمع ہونا ہے۔ تاکہ اس کا شیرازہ منتشر نہ ہو۔ اور وہ متحدہ طاقت سے دُنیا میں تبلیغ کرنے کا پروگرام جاری رکھ سکے۔ مثلاً بہائیوں کا اس وقت تک کوئی مرکز نہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کا قادیان مرکز ہے جہاں ہر سال ہزاروں لوگ آتے اور علمی اور رُوحانی لحاظ سے فائدہ اُٹھا کر اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ یہ وہ مرکز ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَيَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ (تذکرہ ص۴۸ وص۴۹) تیری طرف دُور دُور سے اور اس کثرت سے لوگ آئیں گے کہ سڑکوں میں گڑھے پڑ جائیں گے پھر آپؑ نے رؤیا میں قادیان کی ترقی کو دیکھا ...... اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو خبر دی کہ لوگ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر قادیان ہجرت کر کے آجائیں گے۔ (تذکرہ ص۵۵) چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق قادیان خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اور ہزارہا لوگ قادیان میں ہجرت کر کے آچکے ہیں۔ اپنے وطن کو چھوڑ دینا اور مال واملاک کو ترک کر کے ایک دوسرے شہر میں محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہجرت کر کے چلے جانا بڑی بھاری قربانی کی علامت ہوتی ہے اور جس قوم میں یہ عادت پائی جاتی ہو وہ کبھی مٹ نہیں سکتی۔ اس کے مقابلہ میں عکّا اور حیفا میں جا کر دیکھ لو بہائی لوگ بیٹھے مکھیاں مارتے رہتے ہیں اور کوئی شخص بیرونجات سے اُن کے پاس نہیں آتا۔ ہمارے آدمی سفر یورپ کے موقع پر وہاں پر گئے تو بہائی لوگ اُن کے پیچھے پڑ گئے کہ بہاء اللہ کی قبر کے انگور لے جاؤ یہ بڑی برکت والے ہیں۔ گویا اُن کی حالت بالکل مجاوروں کی سی ہے۔ اور وہی مشرکانہ رسوم وہاں پائی جاتی ہیں جو ہندوستان میں بعض قبروں پر پائی جاتی ہیں۔ پھر وہاں ان کی ترقی کی جو کچھ حالت ہے اُس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ہم عکّہ گئے تو جس سے بھی پوچھیں کہ بہائیوں کا مرکز کہاں ہے تو وہ کہتے کہ ہمیں تو علم نہیں۔ اس پر ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ ہم عکّہ میں بھی پہنچ گئے ہیں اور بہائیوں کے مرکز کا بھی ہمیں پتہ نہیں لگتا آخر بڑی دیر کے بعد ایک شخص نے بتایا کہ آپ غلط سوال کر رہے ہیں۔ بہائی اس علاقہ میں بہائیت کے نام سے نہیں مشہور ہیں۔ اور ان کو سب لوگ یہاں عجمی کہتے ہیں۔ آپ عجمی کہہ کر دریافت کرتے تو کسی کو علم بھی ہوتا کہ آپ کن لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ پھر اُس نے بتایا کہ یہ عجمی بھی عکّہ میں نہیں رہتے۔ بلکہ تین چار میل پرے ایک جگہ ہے وہ وہاں رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم موٹر لے کر وہاں پہنچے۔ اور بہائیوں کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ چونکہ بعض پیشگوئیوں میں عکّہ کا لفظ آتا تھا اس لئے انہوں نے عکّہ کو اپنا مرکز لکھنا شروع کر دیا۔ حالانکہ وہ عکّہ میں نہیں بلکہ اس سے بھی چار پانچ میل دُور رہتے تھے اور پھر باوجود اس کے کہ سالہا سال سے باب اور بہاء اللہ کا دعویٰ تھا پھر بھی اُن کی حالت یہ تھی کہ چار پانچ میل تک بھی لوگ اُن کو نہیں جانتے تھے اور یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے یہ حالت ہے کہ کوئی شخص آپ کا نام لے دے فوراً لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ مرزا صاحبؑ کے ماننے والوں میں سے ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر احمدی بھی مرزائی کہلانے لگ گئے ہیں۔ اور یا پھر لوگ ہماری جماعت کے دوستوں کو مولوی کہتے ہیں جس کے معنے ہیں علم والے۔ مگر عجمی کا لفظ عرب میں ہمیشہ تحقیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور عربی زبان میں اس کے معنے ہوتے ہیں اَن پڑھ اور جاہل لوگ۔ پس انہیں تو اپنے علاقہ میں اَن پڑھ اور جاہل کہا جاتا ہے۔ اور یہاں احمدیوں کو مولوی کہا جاتا ہے جس سے مُراد یہ ہوتی ہے کہ وہ علم والے ہیں......

پھر خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو شاخ در شاخ اس طرح پھیلا دیا ہے کہ ہر قسم کے کارکن ہماری جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ اگر ایک طرف زمیندار طبقہ ہماری جماعت میں پایا جاتا ہے تو دُوسری طرف تاجروں کا بھی ایک کثیر حصہ ہماری جماعت میں موجود ہے۔ اسی طرح اگر عربی دان ہماری جماعت میں کثرت سے پائے جاتے ہیں تو انگریزی دان لوگوں کی بھی ہماری جماعت میں کمی نہیں ہے۔ غرض ہر طبقہ اور ہر شعبہ میں ہماری جماعت پھیل رہی ہے۔ اور ہر قسم کے کارکُن ہماری جماعت کو میسر آرہے ہیں۔ مگر بہائیوں کو یہ بات نصیب نہیں۔ ان میں چند خاص قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اُن میں نہیں پائے جاتے۔ جو اس بات کی علامت ہے

کہ ان کی جماعت کو وہ وسعت حاصل نہیں جو دُنیا میں چھا جانے والی جماعتوں کو حاصل ہُوا کرتی ہے چند علمی رنگ میں بحثیں کرنے والے آدمیوں کا پیدا ہو جانا کسی جماعت کی زندگی کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ قربانی اور ایثار کا مادہ ان میں زیادہ سے زیادہ پایا جاتا ہو۔ وہ مرکز سے وابستگی رکھتے ہوں اپنی تعلیم کی اشاعت کے لئے ہر مشکل کو برداشت کرنے والے ہوں اور یہ جذبہ اپنے دِلوں میں رکھتے ہوں کہ ہم مرجائیں گے مگر اس تعلیم کو نہیں چھوڑیں گے۔ جس کو لے کر ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ جذبۂ قربانی، ایثار و استقلال کا یہ مادّہ ہماری جماعت میں تو پایا جاتا ہے مگر بہائیوں میں اس قسم کی مثال نظر نہیں آتی۔

پھر جس قسم کی اشاعت کی توفیق ہماری جماعت کو ملی ہے اُن کو نہیں ملی۔ ہماری جماعت کے مُبلّغ سارے جہان میں پھرتے اور لوگوں کو اسلام اور احمدیت میں داخل کرتے ہیں مگر ان کے اندر کوئی باقاعدہ تبلیغی نظام نہیں۔ نہ ان کے مبلّغ غیر ممالک میں جاتے ہیں۔ اور نہ تبلیغی جذبہ اُن کے اندر پایا جاتا ہے۔ اِسی طرح جس قسم کا کام ہماری جماعت کر رہی ہے اس قسم کے کام کی کوئی مثال بہائی اپنی جماعت کی طرف سے نہیں پیش کر سکتے۔ ہماری جماعت نے پسماندہ اقوام کو اُبھارنے اور ادنیٰ اقوام کو اُونچا کرنے اور ان میں تعلیم کو رائج کرنے اور انہیں مہذب اور متمدّن بنانے کے لئے جس قدر کوششیں کی ہیں اُن کا عشرِ عشیر بھی بہائیوں میں نہیں پایا جاتا۔

پھر تعداد کے لحاظ سے دیکھو تو اُن کی ہمارے مقابلہ میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے ہماری جماعت سے چالیس سال پہلے کام شروع کیا تھا پھر بھی اب تک صرف چند اُمراء کی وجہ سے اُن کو شہرت حاصل ہوتی ہے جو اُن کی جماعت میں شامل ہُوئے۔ لوگوں کی اکثریت نے اُن کی طرف کوئی خاص توجّہ نہ کی۔ اور ان چند اُمراء کا بہائیت کی طرف میلان بھی کسی قربانی کی وجہ سے نہیں ہُوا۔ بلکہ اس وجہ سے ہُوا کہ اُمراء مذہبی پابندیوں کو سخت مصیبت سمجھتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا طریق نکل آئے کہ مذہب بھی رہے اور آزادی بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ اس خیال کے ماتحت اگر انہیں کسی مذہب میں آسانی نظر آتی ہے تو وہ اس میں شوق سے شامل ہو جاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم مذہب کے بھی پابند رہیں گے اور ہر قسم کے تعیش سے بھی کام لیتے رہیں گے۔ بہائیت میں اس قسم کی کوئی پابندیاں نہیں، وہ کہتے ہیں نماز جس کے پیچھے چاہو پڑھو، جو چاہو کرو۔ تمہیں کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جو بیک وقت مذہب اور آزادی سے ہمکنار بننا چاہتے ہیں وُہ ایسے مذہب میں شامل ہو جاتے ہیں۔

مَیں جب ولایت گیا تو ایک انگریز بہائی عورت مجھ سے کہنے لگی، آپ بہاء اللہ کو کیوں نہیں مانتے؟ مَیں نے کہا قرآن کریم میں کوئی نقص بتادو تو پھر یہ سوال بھی ہو سکتا ہے کہ میں کسی اَور مذہب کی طرف رُجوع کروں۔ ورنہ جب تک قرآن کریم میں کوئی نقص ثابت نہیں ہوتا مجھ کسی اور مذہب کی تعلیم کی طرف توجّہ دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ وہ کہنے لگی، دیکھئے! قرآن میں یہ کتنا بڑا نقص ہے کہ اس نے ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے۔ مَیں نے کہا، بہاء اللہ نے خود ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے۔ کہنے لگی یہ بات بالکل غلط ہے۔ بہاء اللہ نے قطعاً ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں دی۔ اُس کے ساتھ ایک اَور عورت بھی تھی۔ جو ایرانی تھی اور چند ماہ کے قریب مرزا عبّاس علی کے پاس رہ آئی تھی۔ مَیں نے اس انگریز عورت سے کہا، ساتھ والی عورت سے پُوچھو کہ کیا یہ دُرست ہے یا نہیں؟ اس نے پُوچھا تو وہ جواب دینے میں کچھ شرارت کر گئی۔ کہنے لگی، دو شادیوں کا ذکر تو آتا ہے مگر بہاء اللہ نے لکھا تھا میرے کلام کی جو تشریح مرزا عبّاس علی کریں گے وُہی درست ہو گی۔ اور انہوں نے یہی تشریح کی ہے کہ ایک ہی شادی کرنی چاہیئے۔ مَیں نے کہا یہ بھی کوئی معقول بات ہے کہ شادیوں کا ذکر ہو اور کہا جائے کہ اس سے مراد ایک ہی شادی ہے۔ انگریز عورت کہنے لگی کہ جواب تو درست ہے کہ مرزا عباس علی نے تشریح کر دی اور کہہ دیا کہ ایک ہی شادی کرنی چاہیئے تو معاملہ ختم ہو گیا۔ مَیں نے کہا، اچھا یہ بتاؤ کہ بہاء اللہ نے عبّاس علی کو کہا تھا یا نہیں کہ تم لڑکے کی خاطر دُوسری بیوی کرلو۔ اس انگریز عورت نے کہا، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مَیں نے کہا اپنے ساتھ والی سے پوچھو۔ اُس سے پُوچھا گیا تو وُہ کہنے لگی۔ کہا تو تھا، مگر اُس نے مانا نہیں۔ مَیں نے کہا، اُس نے بات نہیں مانی تو وُہ نافرمان تھا۔ اُس پر الزام عائد ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے باپ کے حُکم کی جو مظہرِ خُدا تھا خلاف ورزی کی۔ اس انگریز عورت نے کہا کہ نہیں جب اُس نے انکار کر دیا تو بات صاف ہو گئی۔ بہاء اللہ نے خواہ کچھ لکھا ہو، اُس نے انکار کر دیا تو پتہ لگ گیا کہ دُوسری شادی جائز نہیں۔ مَیں نے کہا، اچھا بتاؤ بہاء اللہ کی اپنی دو بیویاں تھیں یا نہیں۔ انگریز عورت نے پھر کہا کہ ہرگز نہیں۔ میں نے کہا اپنی ایرانی بہن سے پوچھو اُس سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا، مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں؟ مَیں نے کہا آخر تم وہاں رہ آئی ہو۔ اور تمہاری ساتھن ناواقف ہے۔ تمہارا اتنا بتنا دینے میں کیا حرج ہے کہ بہاء اللہ کی دو بیویاں تھیں یا نہیں؟ اُس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ دعویٰ سے پہلے اُس کی دو بیویاں تھیں۔ لیکن دعوےٰ کے بعد اُس نے ایک بیوی کو بہن قرار دے دیا تھا۔ انگریز عورت یہ سُن کر اُچھل پڑی، اور کہنے لگی، دیکھئے! دیکھئے جواب ہو گیا۔ مَیں نے کہا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ بہاء اللہ خدائی کے مقام پر تھا اور بچپن سے اُسے علم غیب حاصل تھا اگر بہاء اللہ کو علم تھا کہ مجھے اپنی ایک بیوی کو بہن قرار دینا پڑے گا تو اُس نے دُوسری شادی ہی کیوں کی؟ انگریز عورت کہنے لگی نہیں جب اُس نے ایک کو بہن قرار دے دیا تھا تو یہ کافی تھا۔ مَیں نے کہا اچھا اِس ایرانی بہن سے پوچھو کہ کیا بہن سے بچے پیدا کرنا بھی بہائی مذہب میں جائز ہے۔ اگر نہیں تو دعویٰ کے بعد اس بہن کے بطن سے بہاء اللہ کے ہاں کیوں اولاد پیدا ہوئی تھی۔ اِس پر وُہ انگریز عورت جوش سے کھڑی ہو گئی۔ اور کہنے لگی آپ تو گالیاں دینے لگ گئے ہیں۔ مَیں نے کہا، یہ گالیاں نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ تم اس سے پوچھو کہ کیا دعویٰ کے بعد بہاء اللہ کے ہاں اس دُوسری عورت سے اولاد ہوئی ہے یا نہیں۔ اس دفعہ ایرانی بہت دیر تک خاموش رہی۔ مگر اُسے آخر تسلیم کرنا پڑا کہ دُوسری بیوی سے دعویٰ کے بعد بھی اُن کے ہاں اولاد ہوئی تھی۔ مَیں نے کہا، اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ہم قُرآن کو کیوں مانتے ہیں اور بہاء اللہ کو اپنے دعویٰ میں کیوں سچّا تسلیم نہیں کرتے۔ بہاء اللہ کو ہم اسی صُورت میں مان سکتے تھے جب قرآن کریم کے ذریعہ ہماری دینی ضروریات پوری نہ ہو سکتیں۔ اور بہاء اللہ اِس ضرورت کو پُورا کر دیتے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے، اور اِدھر کوئی ایسی ضرورت بھی نہیں ہے جسے اسلامی شریعت نے پُورا نہ کیا ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلامی شریعت کو ترک کیا جائے۔ اور بہائی شریعت کو قابلِ قبول قرار دیا جائے۔

غرض بہائی، شریعت اسلامیہ کو منسُوخ قرار دیتے اور ایک نئی شریعت دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام دُنیا میں اس لئے مبعوث ہوئے کہ آپ اسلام کو زندہ کریں اور شریعت کو دُنیا میں قائم کریں۔ اللہ تعالےٰ نے خود آپؑ کو اِلہاماً فرمایا کہ:-

"یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ"

(تذکرہ ص۷۹)

مسیح موعُود اس لئے آیا ہے کہ تا وُہ اسلام کو زندہ کرے اور شریعت کو دوبارہ دُنیا میں قائم کرے۔ آپؑ اس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے۔ اور لاکھوں لوگوں کو اپنے گرد اِکٹھا کرلیا۔ بہاء اللہ نے یہی کیا کہ اسلامی شریعت میں سے بہت سی باتوں کو یا تو منسوخ قرار دیا یا اُن میں آسانیاں پیدا کر دیں۔ مگر پھر بھی لوگوں نے اُس کو نہ مانا۔ بہائیوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے اُردو میں کہتے ہیں "شاخی سب کچھ معانی" ان کا مذہب بھی اسی قسم کا ہے۔ اس قسم کی تحریک کو دُنیا میں چلانا اَور بات ہے۔ اور ساری دُنیا کی مخالفت کے باوجود بنی نوع انسان کی ساری زندگی بدلنا، ان کی صبح بدلنا، اُن کی شام بدلنا، اُن کا دن بدلنا، اُن کی رات بدلنا، اُن کا اوڑھنا بدلنا، اُن کا بچھونا بدلنا، اُن کا کھانا بدلنا، اُن کا پینا بدلنا، اُن کا ظاہر بدلنا، اُن کا باطن بدلنا، اُن کا مذہب بدلنا، اُن کی سیاست بدلنا، اُن کی تعلیم بدلنا، اُن کا تمدّن بدلنا، یہ وُہ کام ہے جسے حقیقی کام کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ وُہ کام ہے جو گذشتہ دو ہزار سال میں یا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ یا اب اُن کے شاگرد حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کیا ہے۔ پس ترقی کے جو آثار ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ آپؑ ہی دُنیا کے مسیح اور مہدی ہیں۔ آپؑ ہی ان کے نجات دہندہ ہیں۔ اور آپؑ ہی وُہ موعود ہیں۔ جو ان تاریخوں میں ظاہر ہوئے جو محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمادی تھیں۔ یا قرآن کریم میں اُن کا ذکر آتا تھا۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم حصّہ چہارم
نصف اوّل صفحہ ۵۳۰ تا ۵۳۵)

"بہائی میگزین" کا "علمی نمبر"

واقعات کو مسخ کرنے کی افسوسناک سازش

از مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد انچارج شعبہ تاریخ ربوہ

"عظیم تاریخی دستاویز" — ؟

محفوظ الحق صاحب علمی (۱۸۹۴ء — ۱۹۷۸ء) بہائی مذہب کے مبلغ تھے جن کی دوسری برسی پر رسالہ "بہائی میگزین" کراچی نے جنوری - فروری ۱۹۸۰ء کا خصوصی شمارہ شائع کیا ہے - اس نمبر کو بہائی حلقوں نے "عظیم تاریخی دستاویز" قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک یادگار کام ہے جو صدیوں پر محیط ہوگا - اس سلسلہ میں خاص طور پر جس مضمون کو بہت سراہا گیا ہے اور ادارہ کو مبارک باد دی گئی ہے، اُس کا عنوان ہے :

"سوانح حضرت علّامہ سیّد محفوظ الحق صاحب علمی"
(صفحہ ۴ تا ۳۱)

اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ یہ مضمون فی الحقیقت "بہائی صداقت شعاری" اور "بہائی اخلاق" کے حقیقی معیار پر دائمی پورا اُترتا ہے - اور مغالطہ انگیزیوں کا شاہکار ہے -

بہائی مذہب کے "بزرگ ترین مبلغ"

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جناب میرزا حسین علی بہاء اللہ بانی بہائیت (۱۸۱۷ء — ۱۸۹۲ء) نے میرزا حیدر علی اصفہانی (متوفی ۱۹۲۰ء) کو استنبول کا مبلغ مقرر کیا تو اُن کو پہلی اور بنیادی ہدایت یہ دی کہ :

"اُسْتُرْ ذَهَبَكَ وَذَهَابَكَ وَمَذْهَبَكَ"

یعنی اپنی دَولت، اپنا سفر اور اپنا مذہب چھپائے رکھنا -

میرزا حیدر علی اصفہانی نے اپنی کتاب "بَهْجَةُ الصُّدُوْر" (صفحہ ۸۳ مطبوعہ بمبئی مارچ ۱۹۱۴ء) میں اِس ہدایت کا ذکر کیا ہے - اور اس پر کاربند ہونے کی بہت سی مثالیں بھی دی ہیں - اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح مصر، ایران اور عراق میں اپنے تئیں بہائی دین کا مخالف ظاہر کرکے بے دریغ جھوٹ بولتے رہے - نماز باجماعت کو عقیدۃً حرام سمجھنے کے باوجود شیراز کے مسلمانوں کی نمازیں خراب کیں - اور امام مسجد بن کر در پردہ جناب علی محمد باب (۱۸۱۹ء — ۱۸۵۰ء) پر ایمان لانے کی تلقین کرتے رہے - میرزا حیدر علی اصفہانی بہائیت کے بہت بڑے مبلغ تھے - اور "مولانا الجلیل الفاضل النبیل العارف الکامل منشی البدیع الرسائل" جیسے القاب سے یاد کئے جاتے تھے - وہ بہائی مرکز حیفا میں دفن ہیں - انہوں نے کتاب "بَهْجَةُ الصُّدُوْر" بہاء اللہ کے جانشین جناب عبد البہاء (متوفی ۱۹۲۱ء) کے حکم سے لکھی تھی - تا بہائی مبلغ ہمیشہ ہی اِس طرح کی خفیہ چالوں اور تبلیغی ہتھکنڈوں کو بروئے کار لائیں - بہائی مصنف میرزا عبد الحسین آوارہ کی کتاب "اَلْکَوَاکِبُ الدُّرِّيَّة فِی مَآثِرِ الْبَهَائِيَّة" (جلد ۱ صفحہ ۲۰۶ و ۳۰۴) میں یہ ذکر موجود ہے کہ یہ "بزرگ ترمبلغ" تھے جنہوں نے اپنی یہ سوانح "حضرت" عبد البہاء کے کمرہ میں بیٹھے ہوئے لکھی تھی -

علمی صاحب کا "تبلیغی کارنامہ"

اصفہانی صاحب کی اِس مثال کو اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو علمی صاحب کی زندگی کا بہائی نقطۂ نگاہ سے سب سے عظیم اور قابلِ تقلید "کارنامہ" صرف یہ ہے کہ وہ بہائی ہونے کے باوجود جولائی ۱۹۱۸ء سے مارچ ۱۹۲۴ء تک احمدی کا لبادہ اوڑھے رہے - اور اُس وقت تک جماعتِ احمدیہ میں درپردہ اپنے بہائی خیالات پھیلاتے رہے - جب تک کہ وہ تحقیقاتی کمیشن کے سامنے اپنے ناپاک منصوبہ کا انکشاف کرنے پر مجبور نہیں ہو گئے - علمی صاحب نے اِس کمیشن کے رُوبرو جو بیان دیا وُہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ ۲۵ - ۲۹ اپریل ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۶ تا ۸ میں چھپا ہُوا موجود ہے - اِس بیان میں علمی صاحب نے اعتراف کیا کہ مَیں بہائی ہوں - شریعت جدیدہ کا ظہور ہوگیا ہے - اسلامی روزے رمضان کے اب فرض نہیں - تحویلِ قبلہ عکّہ کی طرف ہو چکی ہے - مَیں پانچ اسلامی نمازوں کا پڑھنا فرض نہیں سمجھتا - مگر پڑھتا ہوں - مَیں کبھی نماز عکّہ کی طرف مُنہ کرکے بھی پڑھتا ہُوں انہوں نے تسلیم کیا کہ وُہ جن لوگوں کو بہائی مذہب کی کتابیں دیتے رہے ہیں اُن کو مخفی رکھنے کی بھی تلقین کرتے رہے ہیں - نیز جن دوستوں سے تبلیغی گفتگو ہوئی اُن کو بتایا کہ بہائیت سچی ہے مگر وُہ اس خیال کو پوشیدہ رکھیں - اُنہوں نے یہ راز بھی افشاء کیا کہ وُہ بہائیت کی تائید میں تین چار سال سے ایک تصنیف کی خفیہ طور پر تیاری کر رہے تھے - اور جس رجسٹر پر اُس کے نوٹ لکھے تھے اُس پر یہ عُنوان تحریر تھا :

"قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ"

علمی صاحب کے ساتھی عبد الصمد اللہ دتا نے اِس کمیشن کے سامنے بیان دیا کہ مسودہ "قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ" مَیں نے دیکھا ہے - اِس کے چالیس باب ہیں - یہ کتاب مَیں نے مولوی علمی صاحب سے لی تھی - انہوں نے کہا تھا کہ یہ کتاب کسی کو نہیں دِکھانی - عبد الصمد نے یہ بھی بتایا کہ ایک شخص نے جب یہ تجویز پیش کی کہ ایسا معاملہ حضرت صاحب کے پاس پیش کر دو - تو مَیں نے اُس کو یہ جواب دیا کہ اِس طرح بات کھُل جانے کا اندیشہ ہے -

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا باطل شکن بیان

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۸ مارچ ۱۹۲۴ء کو مسجد اقصٰی میں علمی صاحب اور اُن کے دو ساتھیوں کے وہ بیانات بلاکم وکاست پڑھ کر سُنائے جو انہوں نے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے دیئے تھے - اور پھر فرمایا کہ :-

"انہوں نے کسی مذہب کے اُصُول کی پابندی نہیں کی - یہ ایسے کام پر مامور تھے جو ہمارے مذہب کی اشاعت کے لئے مخصوص ہیں - جیسے اخبار "الفضل" اور "فاروق" - مگر اِس کو جلتے ہوئے اِن کاموں میں انہوں نے ملازمتیں کیں اور اپنی کارروائیوں کو خفیہ جاری رکھا - اور اپنی حالت کو ظاہر نہیں کیا - دُنیا میں گندے سے گندے مذہب موجود ہیں - مگر یہ ایسی بد اَخلاقی انہوں نے دِکھلائی جس مذہب کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے وہ گندگی سے بھی گرا ہُوا ہے - عیسائی حضرت مسیح کو خُدا مانتے ہیں، ہندو بُت پرستی کرتے ہیں ...... یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں - زرتشتی آتش پرستی کرتے ہیں - مگر باوجود اس کے وہ انسانی دائرہ سے نہیں گر جاتے - کیونکہ اس طرح وُہ اَخلاقی جرائم کے مرتکب نہیں ہوتے مگر ان لوگوں نے مذہب کی تبدیلی ہی نہیں کی بلکہ انہوں نے اَخلاق سے گرا ہُوا کام کیا ہے - اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ بہائی خیال رکھتے تھے، اُن اخبارات میں کام کرتے رہے جن کی غرض یہ ہے کہ احمدی عقائد کو پھیلائیں جو بہائیوں کے قطعاً خلاف ہیں ..... انہوں نے اپنے عقائد چھپائے اور احمدیوں کو نمازیں پڑھائیں "

("الفضل" قادیان ۲۵ - ۲۹ اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۲)

پھر فرمایا :-

"میرے نزدیک اِس مذہب کے سچے یا جھُوٹے ہونے کے لئے یہی دیکھنا کافی ہے کہ اسے قبول کرکے اِنسان اس قدر گندہ ہوجاتا ہے کہ اُسے یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ اُس کے انسانی اخلاق کس قدر گر گئے ہیں ...... انسان جو معاہدہ کرتا ہے اُسے توڑ بھی سکتا ہے مگر دیکھو اسلام نے کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے جو یہ ہے کہ جب معاہدہ توڑو تو پہلے اُس کے متعلق اطلاع دو - جب ایک شخص اقرارِ بیعت کرتا ہے تو اُس کا فرض ہے کہ اگر توڑتا ہے تو توڑنے کی اطلاع دے - مگر انہوں نے نہ دی - اور اُن کے بیانات سے یہ پتہ لگتا ہے کہ جو عہد انہوں نے کیا تھا اُس کو اُنہوں نے توڑا - اور مہینوں توڑتے چلے گئے - غرض ہم میں مِل کر، ہم میں رہ کر، اور ہم میں اپنے آپ کو شامل کرکے وُہ باتیں انہوں نے کیں جو کسی طرح اُنہیں شامل نہیں رکھ سکتیں "

(ایضاً - صفحہ ۱۲)

چونکہ ان لوگوں نے اپنے خیالات کو پردۂ اخفاء میں رکھا تھا اور نہ صرف بدعہدی بلکہ خفیہ خفیہ دوسروں کو ورغلانے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا۔ اور حکم دیا کہ

"ہماری جماعت کا کوئی آدمی ان سے کوئی تعلق نہ رکھے۔" (صفحہ ۱۵)

قطع تعلق کی یہ سزا "بہائی دین" کے عین مطابق تھی۔ کیونکہ خود جناب عبد البہاء نے "الواح وصایا مبارکہ" میں ناقضین عہد کا بائیکاٹ کرنے اور اُن سے دُور رہنے کا حکم دے رکھا تھا۔ (بحوالہ "امرِ بہائی کے سمندر سے ایک قطرہ" صفحہ ۳۲ مؤلفہ مولانا ڈاکٹر مسیح فرنگی۔ ناشر بہائی ہال کراچی نمبر ۵)

علمی صاحب کے بہائی ہونے کا اصل واقعہ

کیا ہی اچھا ہوتا اگر علمی صاحب کے سوانح پر قلم اُٹھانے والے صاحب اُن کی یہ خفیہ "تبلیغی خدمات" پوری تفصیل سے منظرِ عام پر لے آتے۔ اس طریق سے بہائی دُنیا کو دوہرا فائدہ ہوتا۔ ایک یہ کہ نئی بہائی نسل کو "امری تبلیغ" کے سلسلہ میں علمی صاحب کی شاطرانہ چالوں سے بھاری مدد ملتی۔ دُوسرے بہائیت کی تاریخ میں علمی صاحب کو بھی مرزا حیدر علی اصفہانی کی طرح "بزرگ ترین مبلغ" شانی مقام مل جاتا۔ جس کے وُہ ہر طرح مستحق تھے۔ مگر افسوس زیرِ نظر مضمون میں موصوف کے اصل رُخ کردار پر دبیز پردے ڈال دیئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے بہائی ہونے کے واقعہ تک کو نہایت بے دردی سے مسخ کر دیا گیا ہے۔ اور دُنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے یہ افسانہ تراشا ہے کہ

"مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیانی نے علمی صاحب کو چند بہائی کتابیں دیں۔ اور کہا کہ ان کے متعلق مضمون لکھنے ہیں۔ جب علمی صاحب نے یہ کتابیں پڑھیں تو امرِ بہائی کی مفصل معلومات حاصل ہوئیں کہ ایران میں حضرت مہدی (؟) کا ظہور ہو چکا ہے۔ ...... ایک دِن علمی صاحب قادیان کے اخبار "بدر" کا پُرانا فائل پڑھ رہے تھے۔ اُس میں مرزا صاحب کا یہ بیان تھا کہ ایک صاحب حکیم مرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں اور وہ بھی ایک مدعیِ مسیحیت کے حامی ہیں۔ اور مجھ سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ مرزا محمود زرقانی مشہور بہائی مبلغ تھے۔ اِس عبارت میں مدعیِ مسیحیت سے مراد حضرت بہاء اللہ ہیں۔ ...... علمی صاحب کو بڑا تعجب ہُوا کہ مرزا صاحب تو لکھتے رہے ہیں کہ کوئی مجھ سے پہلے مدعیِ مسیحیت نہیں ہوا۔ اور اب اقرار ہے۔ ...... علمی صاحب نے تمام علماء قادیان سے فرداً فرداً امرِ بہائی کے متعلق دریافت کیا۔ ...... تب قادیان میں علمی صاحب کے خلاف شور مچ گیا۔ ایک تحقیقاتی کمیشن بیٹھا۔ اور علمی صاحب سے امرِ بہائی کے متعلق سوالات کئے۔ اور علمی صاحب نے صاف صاف جوابات دیئے۔ یہ سب بیانات "الفضل" میں شائع کئے گئے۔"

اس کے بعد علمی صاحب کے اخراج اور بائیکاٹ کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے:-

"ربّ العالمین نے اپنے فضل سے ایک فرشتۂ رحمت کو بھیج دیا۔ یعنی منادی ربّانی حضرت محمود زرقانی سے حیدر آباد دکن میں ملاقات ہوئی۔ ...... اُنتیس دن مسلسل طلوعِ آفتاب سے لے کر دس گیارہ بجے رات تک ملاقات و مذاکرات کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس کے بعد بہائی کُتبِ مقدسہ کا مطالعہ گہری توجہ سے کیا گیا۔ قرآن مجید اور کتبِ آسمانی کے بیانات پر تدبّر کیا گیا۔ نہایت آزادیٔ وجدان سے غور و فکر کے بعد تصدیق امر اللہ کا شرف حاصل ہوا۔"

("بہائی میگزین" علمی نمبر صفحہ ۶ تا ۸)

یہ تو دُرست ہے کہ میرزا محمود زرقانی کی پہلی مُلاقات اور اُنتیس روز کے مذاکرات کے نتیجہ میں علمی صاحب نے بہائی مذہب اختیار کیا تھا۔ **مگر یہ بالکل سفید جھوٹ ہے** کہ یہ پہلی ملاقات مارچ ۱۹۲۴ء کے دوران قادیان میں تحقیقاتی کمیشن کے بعد ہوئی۔ بلکہ قرائن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وُہ احمدی کا رُوپ دھارنے سے قبل بہائی ہو چکے تھے۔ اور انہوں نے بہائی مبلغ مرزا محمود زرقانی سے پہلی ملاقات حیدر آباد دکن میں نہیں، بلکہ دہلی میں کی تھی۔ اور جن وساوس کی نسبت ڈرامائی انداز میں لکھا گیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں، قادیان میں "بدر" کا مطالعہ کرتے ہوئے یکایک اُبھر آئے تھے، دراصل مرزا محمود زرقانی اور سید مصطفیٰ رُومی کے سکھلائے ہوئے اعتراضات تھے۔ جو ۱۹۰۸ء میں "جواب لیکچر جناب قادیانی" نامی رسالہ میں شائع کرا چکے تھے۔ اور یہ رسالہ علمی صاحب کے اُسی محبوب شہر بدایوں (یو۔پی) میں ہی طبع ہُوا تھا۔ جہاں انہوں نے اپنی تعلیم اور تدریس کا زمانہ شمس العلوم وغیرہ مشہور مدارس میں گزارا۔ اسی جگہ وہ مولانا عبد المقتدر صاحب کے حلقۂ اِرادت میں داخل ہوئے۔ اور یہیں سے اُن کی صحافتی زندگی کا آغاز ہُوا تھا۔ (خود نوشت سوانح علمی، مطبوعہ رسالہ "رفیقِ حیات" قادیان۔ جون ۱۹۲۶ء صفحہ ۷، ۸)

اب میں محفوظ الحق صاحب علمی کے اپنے بیان سے ثابت کرتا ہوں کہ وہ جولائی ۱۹۱۸ء یعنی احمدیت میں قدم رکھنے سے بہت پہلے میرزا محمود زرقانی کے ساتھ دہلی میں مُلاقات کر چکے تھے۔ اور "امرِ بہائی کے سایہ" میں آچکے تھے۔ علمی صاحب "محبّین امر اللہ" کے زیرِ عنوان اپنا یہ چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:-

"مولانا عبد الحق حقانی دہلوی ایک مشہور اور بڑے عالم تھے۔ جن کی تفسیرِ حقانی کئی جلدوں میں موجود ہے۔ وہ انجمن ہدایت اسلام کے بانی بھی تھے۔ حضرت میرزا محمود زرقانی دہلی تشریف لائے تو مولانا حقانی کے مکان پر ملاقات و مذاکرات کی مجالس ہوئیں۔ ہر موقع پر مجلس میں پندرہ بیس آدمی ہوتے تھے۔ مولانا حقانی اور تمام حاضرین حضرات میرزا محمود زرقانی کے بیانات نہایت ادب و احترام سے سُنتے تھے۔ اور اگر کوئی سوال کرنا ہو تو بہت متانت سے پُوچھتے تھے۔ باوجودیکہ امر اللہ کے اہم مسائل اُن کے لئے بالکل نئے اور اُن کے خیالات کے خلاف تھے لیکن کوئی شخص کسی طرح بھی تحقیر نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ہر شخص ادب و احترام سے سُنتا تھا۔ یہی حالت جناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کی تھی۔ وُہ جس وقت تک حضرت میرزا محمود زرقانی کی باتیں سُنتے تھے کمرے میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایسے محویت اور خوشی سے سُنتے تھے جس کا خیال کر کے آج بھی مجھے رُوحانی لُطف حاصل ہوتا ہے۔ مرحوم حکیم صاحب نے بہت سی امری کتابیں بھی مطالعہ فرمائی تھیں۔ بلکہ لوح السلطان اور مقالۂ سیّاح کا جو اُردو ترجمہ ہے اُس کی اصلاح بھی مسیح الملک مرحوم نے اور جناب مولانا عبد الحق حقانی نے فرمائی تھی۔ اور پھر سفرِ پنجاب کے موقعہ پر محمود زرقانی نے یہ ترجمہ جناب فاضل ثناء اللہ امرتسری اور جناب محبوب عالم صاحب ایڈیٹر "پیسہ اخبار" کو بھی دیا۔ اور ان حضرات نے اس پر نظرِ ثانی فرمائی۔ یہ ترجمہ چھپ چکا ہے جس کا نام باب الحیات ہے۔"

("بہائی میگزین" جولائی ۱۹۶۸ء صفحہ ۲۱-۲۲)

مولانا عبد الحق صاحب حقانی دہلوی جن کا ذکر اِس اقتباس میں ہے ۱۹۱۶ء میں فوت ہوئے۔ (فرہنگ عامرہ از محمد عبد اللہ خاں خویشگی) لہٰذا یہ واقعۂ ملاقات یقینی اور حتمی طور پر علمی صاحب کے اعلانِ احمدیت سے قبل کا ہے۔ بلکہ اگر اقتباس کے آخری فقرات کو ذرا باریک نظر سے دیکھا جائے تو ان سے مُلاقات کا سال بھی متعین ہو جاتا ہے۔ اور وہ اِس طرح کہ علمی صاحب کے مذکورہ بالا بیان میں "پھر سفرِ پنجاب" کے الفاظ سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ مولانا حقانی اور اجمل خاں سے مُلاقات و مذاکرات اور اُن کے ذریعہ "مقالۂ سیّاح" کے اُردو ترجمہ کی اصلاح کا مرحلہ پہلے طے ہُوا پھر اس کے بعد میرزا محمود زرقانی دہلی سے پنجاب آئے۔ اور بعض دُوسرے علماء کی نظرِ ثانی کے بعد یہ مسودہ "باب الحیات" کے نام سے شائع کروایا۔ زرقانی صاحب کی نگرانی میں "باب الحیات" کا پہلا اُردو ایڈیشن کب چھپا؟ اگر اس کا سُراغ مل جائے تو زمانہ کی تعیین کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے یہ اُردو ایڈیشن ہمیں کراچی سے دستیاب ہو گیا ہے۔ یہ ایڈیشن لاہور کے نولکشور پریس سے ۱۹۰۸ء میں طبع ہُوا۔ جیسا کہ اس کے سرورق پر نمایاں حروف میں درج ہے۔ جو اِس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ علمی صاحب ۱۹۰۸ء سے میرزا محمود زرقانی اور بہائیت کے ساتھ وابستہ و منسلک ہو چکے تھے۔ پس علمی صاحب کے سوانح نگار کا یہ لکھنا کہ جناب بہاء اللہ کا علم اُن کو قادیان آنے کے بعد ہُوا اور مرزا محمود زرقانی سے ان کی اوّلین مُلاقات۔ قادیان تحقیقاتی کمیشن (مارچ ۱۹۲۴ء) کے بعد حیدر آباد دکن میں ہوئی یہ سب خود ساختہ اور وضعی کہانی ہے۔ جو محض حقیقتِ حال کو چھپانے کی خاطر بنائی گئی ہے۔

غلط بیانیوں کا سہارا

مگر ظاہر ہے ایک جھوٹ کو "سچ" ثابت کرنا ممکن ہی نہیں ہوتا جب تک اُس کی تائید کے لئے کئی اَور غلط بیانیوں کا سہارا نہ لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ نام نہاد سوانح نگار صاحب نے جہاں واقعاتی ترتیب جان بُوجھ کر بدل ڈالی ہے وہاں اپنی مطلب براری کے لئے نہایت بے باکی سے **بہت سی خلافِ حقیقت اور بے بنیاد**

باتیں بھی گھڑلی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں عہد حاضر کی کسی بڑی سے بڑی مسلمان شخصیت کو معاف نہیں کیا۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ پر افتراء

کسے معلوم نہیں کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ دورِ حاضر کے وہ بے مثال عاشق قرآن تھے جن کی ساری عمر مذاہبِ باطلہ کا ردّ کرنے اور قرآن کے حقائق و معارف پھیلانے میں صرف ہوئی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ :-

(۱) "مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی۔"

("بدر" ۸ر جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

(۲) "میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو **بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔**"

("بدر" ۷ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۱)

(۳) "قرآن میری غذا، میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک اس کو مختلف رنگوں میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔"

("ترجمۃ القرآن" پارہ ۲۸
از حضرت عرفانی صاحب صفحہ ۲۶)

(۴) "خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا۔ تا حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں اور سناؤں۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۴۶)

(۵) "بعض وقت میں نے قرآن کے تین تین لفظوں کو علیحدہ چھانٹ کر دیکھا ہے کہ انہیں تین الفاظ سے **میں دنیا کے تمام مذاہب کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔**"

("بدر" ۱۳ر مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۷)

اس مضمون میں قرآن مجید کے ایسے عدیم النظیر فدائی اور شیدائی کی نسبت یہ ناپاک افتراء باندھا گیا ہے کہ معاذ اللہ آپ رضؓ (قرآن مجید کو منسوخ قرار دینے والے) بہائیوں کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ مگر چونکہ کوئی معمولی عقل و خرد رکھنے والا شخص اس خیال کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی باور نہیں کر سکتا تھا اس لئے علی صاحب کے سوانح نگار نے ایک جعلی روایت کو ثقہ ثابت کرنے کے لئے دوسری حرکت یہ کی کہ کمال دیدہ دلیری سے اس کو آپ کے ایک ایسے محبوب شاگرد (حضرت حافظ روشن علی صاحب رضؓ) کی طرف منسوب کر ڈالا جن کی اپنی زندگی بھی انوارِ قرآنی پھیلانے میں گزری۔ باقی رہا سوانح نگار کا یہ کہنا کہ حضرت مولانا نورالدین رضؓ نے مصر کے بہائی عالم ابوالفضائل سے بعض سوالات کئے تھے جن کا جواب "الدُّرَرُ الْبَہِیَّۃ" میں موجود ہے۔

سو یہ امر حضرت مولانا نورالدین رضؓ کی ذاتِ گرامی پر بہتان تراشی کا کوئی جواز نہیں بن سکتا۔ یہ علمی سوالات عمرِ نوح ؑ، مناظرۂ ملائکہ، ارکانِ اسلام اور معجزاتِ انبیاء کے بارے میں تھے۔ اور ان سوالوں کا براہِ راست بہاء اللہ کے دعاوی سے دُور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ یہ کتاب موجود ہے۔ جو شخص چاہے اسے دیکھ سکتا اور تسلی کر سکتا ہے۔

مظالم کی فرضی داستان

پھر سوانح نگار صاحب نے بتایا ہے کہ علی صاحب کے خلاف اخبار "الحکم" قادیان کا خاص نمبر شائع کیا گیا۔ ان کی بیوی کو قتل کرنے کی دھمکی دی گئی۔ اور قادیان میں اُن کا قافیہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ اور پھر مظالم کی ایک لمبی چوڑی مفروضہ داستان بنائی گئی ہے جو صرف ایک بہائی کے دماغ کی پیداوار ہو سکتی ہے۔ "بہائی میگزین" سے معلوم ہوتا ہے کہ علی صاحب نے ایک دفعہ قرآن مجید کے نام پر "یہ آیت" تصنیف کر لی تھی کہ :-

"جب ہم اِس قرآن کو عجمی (فارسی) بنا دیں گے۔"

("بہائی میگزین" علی نمبر صفحہ ۲۷)

بھلا جو لوگ خدا کی پاک کتاب کو بھی بازیچۂ اطفال بنانے سے دریغ نہ کریں وہ اپنے نقضِ عہد اور منافقت کو چھپانے کے لئے کذب و افتراء سے کام نہ لیں تو اور کیا کریں ---؟؟؟

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ ؑ کی نسبت غلط بیانیاں

"بہائی میگزین" (علی نمبر) کے اس مضمون کی مفتریات کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ مگر میں مضمون کے دوسرے حصّہ میں بطور نمونہ صرف چند ایسی واضح غلط بیانیوں کا تذکرہ کروں گا جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کی گئی ہیں۔

پہلی غلط بیانی

سوانح نگار نے پہلی غلط بیانی یہ کی ہے کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ ؑ کا یہ خیال کہ آپ سے قبل کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ یہ بات خود حضور ؑ کی اپنی تحریر کے خلاف ہے۔ کیونکہ جناب بہاء اللہ نے آپ سے پہلے دعویٰ مسیحیت کیا۔ اور اس کا ذکر حضور ؑ کی تحریر میں موجود ہے کہ

"حکیم مرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں۔ وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں۔"

("لیکچر لاہور" سرورق نمبر ۲ مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

واضح ہو کہ احادیث نبویہ ؐ کی رُو سے مسیح موعود وہی ہو سکتا ہے جو اُمتی نبی بھی ہو اور مہدی بھی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت میں آنے والے "عیسیٰ بن مریم" کو چار بار "نَبِیُّ اللّٰہ" کہا ہے اور اسی نبی اللہ کو "مہدی" کے نام سے پکارا ہے۔ جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :-

(۱) "کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ"

(بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ)

یعنی اے مسلمانو! تمہاری کیسی حالت ہوگی جب تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوگا۔ اس حال میں کہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

(۲) "یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّہْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱ مطبوعہ مصر)

تم میں سے جو زندہ رہے گا قریب ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے درانحالیکہ وہ امام مہدی اور حَکَم و عدل ہوگا۔ پس وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر مارے گا۔

(۳) "لَا الْمَہْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ"

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

یعنی مہدی موعود عیسیٰ ابن مریم کے سوا اور کوئی نہیں۔

(گویا یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں)

اور دراصل یہی وہ مہدی موعود ہے جس کی نسبت کسوف و خسوف کا آسمانی نشان ازل سے مقدر تھا۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقرؒ سے روایت ہے :

"اِنَّ لِمَہْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ"

(سنن دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۱۰ھ)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ اور جب سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کی اوّل رات میں ہوگا۔ یعنی تیرھویں تاریخ میں۔ اور سورج کا گرہن اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو۔

یہ ہے مسیح موعود ؑ کا عظیم منصب جس کا دعویٰ تیرہ سو سال میں سوائے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ ؑ کے اور کسی نے خدا سے علم پا کر نہیں کیا۔

حضرت بانیٔ احمدیت ؑ کی ایمان افروز تصریحات

چنانچہ حضور ؑ حدیث "اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"چونکہ یہ حدیث آنے والے عیسیٰ کی نسبت ہے اور اُسی کی تعریف میں اس حدیث میں حَکَم اور عدل کا لفظ بطور صفت موجود ہے جو اس فقرہ سے پہلے ہے۔ اس لئے امام کا لفظ بھی اُسی کے حق میں ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس جگہ مِنْکُمْ کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور وہی مخاطب تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے مِنْکُمْ کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہ ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مفصلہ ذیل میں قائم مقام صحابہ کہا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ

لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کریم کی رُوحانیت سے تربیت یافتہ ہے۔ اور اس معنی کے رُو سے صحابہ میں داخل ہے۔ اور اِس آیت کی تشریح میں یہ حدیث ہے لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہو کر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اُس کو عدل سے پُر کرنا لہٰذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وُہ مَیں ہوں اور جس طرح کسی دُوسرے مُدعی مہدیت کے وقت میں کسوف خسوف رمضان میں آسمان پر نہیں ہُوا' ایسا ہی تیرہ سَو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے الہام سے علم پا کر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ کا مصداق میں ہوں۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۱۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"احادیث نبویہؐ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اِس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اُس کو حاصل ہوگا اور اِس کثرت سے اُمورِ غیبیہ اُس پر ظاہر ہوں گے کہ بجُز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پُوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجُز اُس شخص کے جو اُس کا برگزیدہ رسُول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر اُمورِ غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجُز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اُس کی گردن پر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

نیز فرماتے ہیں:۔

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھُوٹے نبی پیدا ہوئے تھے۔ مگر جھُوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچّا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اُس کی رِیس کر کے جھُوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اِس طرح خُدا تعالیٰ سے اِلہام پا کر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔"

(اخبار "بدر" یکم اگست ۱۹۰۷ء صلا)

اِس سلسلہ میں آپ کے یہ الفاظ خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں کہ:

"مجھے عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا مسیح الاسلام کر کے بھیجا۔"

(کشتی نوحؑ صفحہ ۵۰)

اب بہائی دُنیا خواہ کتنا ہی ایڑی چوٹی کا زور لگا لے وہ جناب بہاء اللہ کا اِن شرائط کے مطابق مسیح موعود ہونے کا دعویٰ پیش ہی نہیں کر سکتی کیونکہ:۔

اوّل:۔ جناب بہاء اللہ کا دعویٰ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی طرح ہرگز مسیح الاسلام ہونے کا نہیں بلکہ کھُلے طور پر ناسخ الاسلام ہونے کا ہے۔ اور یہ ایسا بیّن امتیاز ہے کہ ایران کے مشہور عالم الدکتور میرزا محمد مہدی رئیس الحکماء نے ۱۹۰۳ء میں اپنی کتاب "تاریخ البابیہ" صفحہ ۱۹ و ۲۵۷ (مطبوعہ مصر) میں اس کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اِسی طرح برّصغیر کے مشہور اہلِ قلم مولانا عبدالحلیم صاحب شررؔ لکھنوی نے لکھا تھا کہ:۔

"بابیت اسلام کو مٹانے کے لئے آئی ہے اور احمدیت اسلام کو قوّت دینے کے لئے۔"

(رسالہ "دلگداز" لکھنؤ ماہِ جون ۱۹۲۶ء)

دوم:۔ بہاء اللہ نے کبھی اُمتی نبی اور مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسیح موعود نبی بھی ہے اور مہدی بھی۔

سوم:۔ پھر یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جناب بہاء اللہ نے خُدا سے الہام پا کر نہ تو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا نہ "رَجُلٌ مِّنْ فَارِس" کی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا۔ بلکہ وُہ تو اِس طرح اسلام کے تصوّرِ الہام و وحی کے قائل ہی نہ تھے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا:۔

"اِنَّ کَلَامَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ اَعْلٰی وَ اَجْلٰی مِنْ اَنْ یَکُوْنَ مِمَّا تُدْرِکُہُ الْحَوَاس۔"

کلام الٰہی اس سے بالا ہے کہ حواس انسانی اس کا ادراک کر سکیں۔

پھر لکھا:۔

"اِنَّہٗ ظَھَرَ مِنْ غَیْرِ نَفْظٍ وَّصَوْتٍ۔"

کلام الٰہی نہ الفاظ میں ہوتا ہے اور نہ اُس کی آواز ہوتی ہے۔

(ملاحظہ ہو "مجموعہ اقدس" صفحہ ۱۸۱)

چہارم:۔ مسیح موعود و مہدی معہُود کے لئے جس نشان کسُوف و خسُوف کی تیرہ سو سال سے پیشگوئی کی گئی تھی اُس کا ظہور جناب بہاء اللہ کی موت کے بعد ۱۸۹۴ء میں بانیٔ احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہُوا جو **آپؑ کے مسیح الاسلام، مسیح موعود اور مہدی معہُود ہونے کی آسمانی شہادت ہے**۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہُوا کہ ایک طرف تو اُس نے مہدی موعُود ہونے کا دعویٰ کیا اور دُوسری طرف اُس کے دعویٰ کے بعد رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں میں کسوف خسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس کسوف وخسوف کو اپنے لئے ایک نشان ٹھہرایا ہو۔"

(چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۱۴-۳۱۵)

دُوسری غلط بیانی

جناب بہاء اللہ کو عمومی طور پر بھی مُدّعیٔ مسیحیت کہنا فی ذاتہٖ ایک بہت بڑی غلط بیانی ہے۔ اِس لئے کہ جناب بہاء اللہ حضرت مسیح ابن مریم کی قرآنی شخصیت کے قائل ہی نہیں۔ اور وہ عیسائیوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مار دیئے گئے۔ اور اِس طرح اُن کے گُناہوں کا کفارہ ہونے کے بعد آسمان پر اُٹھائے گئے۔ چنانچہ جناب بہاء اللہ نے لکھا ہے کہ:۔

(الف) "وارد شد برآں جمال اقدس آنچہ کہ اہل فردوس نوحہ نمودند و بقسمے بر آنحضرت امر صعب شد کہ حق جل جلالہ بارادہ عالیہ بسماء چہارم صعودش داد۔"

(الواح صفحہ ۲۷۹ مطبوعہ ۱۹۲۰ء قاہرہ)

یعنی حضرت عیسیٰؑ پر اتنے مصائب آئے کہ اہلِ فردوس بھی نوحہ کناں تھے اور اُن پر اتنی سختی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے ماتحت اُن کو چوتھے آسمان پر اُٹھا لیا۔

(ب) "ضَاقَتْ عَلَیْہِ الْاَرْضُ بِوُسْعَتِھَا اِلٰی اَنْ عَرَجَہُ اللّٰہُ اِلَی السَّمَآءِ۔"

(باب الحیاۃ صفحہ ۱۶۸)

حضرت عیسیٰؑ پر زمین فراخ ہونے کے باوجُود تنگ ہوگئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آسمان پر اُٹھا لیا۔

(ج) "اِنَّا فدینا الابن وما اطّلع بما اراد رَبُّكَ لا جبریل ولا الملائکۃ المقربین۔"

(الواح صفحہ ۳۳)

ہم نے بیٹے کو بطور کفارہ قربانی کے لئے پیش کیا۔ اور جبرائیل اور مقرب فرشتوں کو بھی خدا کے ارادہ کی اطلاع نہیں ہوئی۔

اِسی طرح جناب عبدالبہاء حضرت مسیح کو مقتول و مصلوب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"در دستِ یہود اُفتاد و اسیر ہر ظلوم وجہول گردید و عاقبت مصلوب شد۔"

"البتہ مقتول و مصلوب گردد لہٰذا حضرت مسیح در وقتے کہ اظہار امر فرمودند جان را فدا کردند۔"

("مفاوضات" صفحہ ۸۴ و ۸۶)

یعنی حضرت عیسیٰ یہودیوں کے ہاتھ میں پڑ کر مقتول و مصلوب ہو گئے اور انہوں نے اپنی جان فِدا کر دی۔"

اِن تحریرات سے واضح ہے کہ جناب بہاء اللہ صلیبی مذہب کے علمبردار تھے۔ اور اُن کی تحریک دراصل بگڑی ہوئی عیسائیت کا چربہ ہے۔ اِس حقیقت کے باوجود اُن کو اس موعود مسیح کی حیثیت سے پیش کرنا کیا کھُلا افتراء اور دھوکا نہیں ہے؟ جس کی بنیادی علامت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلائی تھی کہ وہ صلیب کو پارہ پارہ کر دے گا یعنی عیسائیوں کے صلیبی مذہب کا بُطلان بیّنات و نشانات سے ظاہر کر دے گا۔

چنانچہ علامہ عینی (ولادت ۱۳۶۱ء - وفات ۱۴۵۱ء) "عمدۃ القاری شرح بخاری" جلد ۵ صفحہ ۵۸۴ (مصری) میں لکھتے ہیں:۔

"فُتِحَ لِیْ ھُنَا مَعْنًی مِنَ الْفَیْضِ الْاِلٰھِیِّ وَھُوَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ کَسْرِ الصَّلِیْبِ اِظْھَارُ کِذْبِ النَّصَارٰی حَیْثُ ادَّعَوْا اَنَّ الْیَھُوْدَ صَلَبُوْا عِیْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَشَبٍ فَاَخْبَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ بِکِذْبِھِمْ وَافْتِرَاءِھِمْ۔"

یعنی مجھے کسرِ صلیب کے معنے الہاماً بتائے گئے ہیں اور وُہ یہ کہ مسیح موعود آکر نصاریٰ کے اس کذب کا خُوب

اظہار کر دے گا جو وہ کہتے ہیں کہ یہود نے حضرت مسیح کو صلیب پر مار دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھی اُن کے کذب اور جھوٹ کی خبر دی ہے۔

صرف یہی نہیں کہ جناب بہاء اللہ سیدنا حضرت مسیح ابن مریم کی قرآنی شخصیت پر ایمان نہیں رکھتے اور عیسائیوں کے ہمنوا ہیں بلکہ ان کا دعویٰ ہی اُلوہیت کا ہے۔ جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:۔

(۱)

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا المسجون الفرید"

(مبین صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۱ء)

سوائے میرے جو تنہا قیدی ہوں کوئی خدا نہیں۔

(۲)

"انّ ...لنفسی المھیمن المقتدر العزیز القدیم"

(...ح" صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ مصر ...لائی ۱۹۲۰ء)

سب تعریف میری ذات کے لئے ہے جو مہیمن، مقتدر، عزیز اور قدیم ہے۔

(۳)

جناب بہاء اللہ نے قیدخانہ میں اپنے اتباع کو یہ دعا سکھلائی کہ:۔

"اَسْئَلُکَ یا اِلٰہَ الوجود ومالک الغیب والشھود بسجنک و مظلومیاتک وَ ما ورد علیک من خلقک بان لا تخییبنی عما عندک ولا تمنعنی عما احییت ... فی القبور انک انت مالک ... ... المستوی علی العرش ... فی یوم النشور۔ لا اِلٰہ الّا انت العلیم الحکیم"

(مجموعہ اقدس ص۱۰ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۷ء)

(ترجمہ) اَے کائنات کے اِلٰہ! غیب وشہود کے مالک! مَیں تجھ سے تیری قید، تیری مظلومیت اور اُن مصائب کا واسطہ دے کر جو تجھ پر تیری مخلوق کی طرف سے وارد ہوئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تُو مجھے ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں۔ اور اُس برکت سے نہ روک جس کے ذریعہ تُو نے قبروں والوں کو زندہ کر دیا، تُو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما ہے۔ کوئی خدا نہیں بجز تیرے تُو علیم وحکیم ہے۔

جناب بہاء اللہ کے دعویٰ اُلوہیت و رُبوبیت کی بناء پر خود علمی صاحب کے رسالہ "کوکب ہند" (۲۴ر جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۶) کو لکھنا پڑا کہ:۔

"اہلِ بہاء دورِ نبوّت کو ختم جانتے ہیں۔ اُمّتِ محمّدیہ میں بھی نبوّت جاری نہیں سمجھتے۔...... اسی لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوّت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان (بہاء اللہ۔ ناقل) نبی یا رسُول ہے بلکہ اُس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے"

(بحوالہ تحریکِ بہائیت پر ایک نظر" صفحہ ۲۱۲ - ۲۱۳ مؤلفہ مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری رض)

اِن تحریرات نے مخبرصادق حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پُوری کر دی ہے اور بہاء اللہ کا اصل مقام متعیّن کر دیا ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے خبر دی تھی کہ مسیح موعودؑ کے ظہور سے قبل مسیح الدجّال خُراسان سے ظاہر ہوگا۔ ("اَلدَّجَّالُ یَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ یُقَالُ لَھَا خُرَاسَانَ"۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن) اور اس کے اکثر اتباع اصفہان (ایران) کے ہوں گے ("یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَھُوْدِ اِصْفَھَانَ"۔ مشکوٰۃ) اور یہ اتباع اُس دجّال کو نبی یا رسول کہنے کی بجائے خُدائی کا درجہ دیں گے۔ اور اس کے خدا ہونے کی تبلیغ وتلقین کریں گے۔ ("اَوَمَا تُؤْمِنْ بِرَبِّنَا" مشکوٰۃ کتاب الفتن)

پس جناب بہاء اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعویٰ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اوّل الذکر مسیح الدجّال اور خُدائی کا دعویدار ہے اور ثانی الذکر مسیح الاسلام اور کاسر الصّلیب — اور یہ ایک ایسی کھُلی صداقت ہے کہ علمی صاحب نے ۱۹۱۵ء میں جب داخلِ احمدیّت ہونے کا اعلان کیا تو اُن کی ضمیر منافقت کے ہزارہا پردوں میں بھی پکار اُٹھی تھی کہ:۔

"مَیں نے ایک خالی الذہن اور غیر جانبدار ہو کر جب ٹھنڈے دِل سے دلائل پر غور کیا نیز خدا تعالےٰ سے دُعائیں کیں اور استخارہ بھی کیا تو خُدا تعالےٰ نے شرح صدر فرما دیا اور مَیں نے حضرت مرزا صاحب کو سچّا اور واقعی خدُا کی طرف سے تسلیم کیا۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے کامل یقین عطا فرمایا اور میرے دِل کو مطمئن فرما دیا کہ بے شک وہ مسیح جو اسلام کی خدمت کے لئے آنے والا تھا وُہ یہی کاسرِ صلیب وقاتلِ خنازیر جری اللہ فی حُلل الانبیاء المسیح الموعودؑ و المھدی الموعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ وعلیٰ مطاعہٖ محمّدٍ الصّلوٰۃ والسّلام ہے"

("الفضل" قادیان۔ ۶ر اگست ۱۹۱۵ء ص۱۸)

نیز لکھا:۔

"شُکر اور بے انتہاء شُکر اُس رحیم وکریم خدا کا جو اُمّتِ محمّدیہ کا نگہبان اور اُس پر مہربان ہے جس نے آخر اس حالت میں جبکہ اِسلام پر چاروں طرف سے دُشمنوں نے زرغہ کیا تھا۔ مُردہ دِلوں کو زندہ کرنے والے بہادر پہلوان کو جو جری اللّٰہ فی حُلل الانبیاء ہو کر دُنیا میں ظاہر ہوُا۔ جو آخری زمانہ کا سچا مسیح موعود ہے جس نے صلیبی فتنہ کو پاش پاش کر دیا۔ اور امام مہدی ہے جس نے دُنیا کو اسلام کی اس شاہراہ پر کھڑا کر دیا جو رسُول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہ کرام کا سچّا اور سیدھا راستہ ہے"

("الفضل" ۲۰ر اگست ۱۹۱۵ء ص۱)

تیسری غلط بیانی

اِس مضمون میں تیسری غلط بیانی یہ کی گئی ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ظہور مہدی و مسیح موعود کا مقام مکّہ معظّمہ بیان کیا ہے جس کے عین مطابق "سید علی محمد باب نے مکّہ معظّمہ میں اپنا اعلانِ ظہور فرمایا تھا"۔ حق یہ ہے کہ نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کہیں یہ لکھا ہے کہ مہدی موعود اور مسیح موعود مکّہ معظّمہ میں ظاہر ہوں گے اور نہ الدکتور میرزا محمد مہدی خاں زعیم الدولہ ورئیس الحکماء جیسے نامور مسلمان ایرانی عالم وصحافی جنہوں نے بابیت و بہائیت کی ابتدائی تاریخ لکھی ہے، یہ تسلیم کرتے ہیں کہ علی محمد باب نے رُکن اور مقام میں حج کے دَوران اپنے دعویٰ کا اعلان کیا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ باب کبھی مکّہ نہیں گیا۔ اور نہ ارضِ حجاز میں داخل ہوُا۔ بلکہ سمندر کی طغیانی اور کشتیوں کی غرقابی کے خوف سے اپنے ساتھیوں سمیت بندر بوشہر چلا گیا جہاں اُس نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی تھی۔ اِس ضمن میں انہوں نے کئی ٹھوس دلائل دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ کوئی ایک بھی حاجی خواہ وہ فارسی ہو یا عربی، ترکی ہو یا ہندی یہ بیان نہیں کرتا کہ اُس نے باب کو مکّہ میں دیکھا اور اُس کے دعویٰ کو سُنا اور پھر اُسے قبول کیا یا انکار کیا۔

("مفتاح باب الابواب" ص۱۲۷ تا ص۱۳۰ مطبوعہ مصر)

چوتھی غلط بیانی

سوانح نگار صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"مرزا صاحب مانتے ہیں کہ کوئی پیغمبری کا مُدّعی جو خُدا کی طرف سے نہ ہو، اپنا دین دُنیا میں قائم نہیں کر سکتا۔ اور کسی باطل مُدّعی کا دین دُنیا میں نہیں پھیل سکتا۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی شخص تیئیس ۲۳ برس تک وحی الٰہی کا دعویٰ کر کے سچّے کے سوا کامیاب نہیں ہو سکتا"۔

پھر احمدیوں کو توجہ دلائی ...کہ اِس دلیل سے ان کو

"حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ پر ایمان لانا لازم ہو جاتا ہے"۔

(صفحہ ۹)

معزّز قارئین! یہ طریقِ استدلال دراصل فنِ تلبیس کا بدترین نمونہ ہے۔ کیونکہ باب نے صفر ۱۲۶۴ھ میں مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا اور قرآنی وعید "لَوْ تَقَوَّلَ" کے مطابق ۱۲۶۶ھ میں یعنی دو تین سال کے اندر ہی قتل کر دیا گیا۔ اور اُس کی اختراع کردہ شریعت "البیان" بھی ساتھ ہی دفن ہوگئی ؎

توریت میں بھی نیز کلام مجید میں
لکھا گیا ہے رنگِ وعیدِ شدید میں
کوئی اگر خُدا پہ کرے کچھ بھی اِفترا!
ہوگا وہ قتل، ہے یہی ہے اِس جُرم کی سزا

اِس طرح باب کا مُفتری ہونا روزِ روشن کی طرح کھُل گیا۔ اب میں پوچھتا ہُوں کہ جو شخص ایسے مفتری کی پیشگوئی پر اپنے دعویٰ کی بُنیاد رکھتا ہے، اُس کے کاذب و دجّال ہونے میں کیا شُبہ باقی رہ جاتا ہے — ؟؟؟ علاوہ ازیں بہاء اللہ نے کبھی خُدا کی طرف سے پیغمبر یا صاحب وحی ہونے کا اِعلان نہیں کیا۔ بلکہ وہ اہلِ اسلام کی طرح کسی لفظی الہام یا وحی کے قائل ہی نہیں تھے جیسا کہ قبل ازیں ثابت کیا جا چکا ہے۔

فتدبّر!!

پانچویں غلط بیانی

سوانح نگار صاحب نے پانچویں غلط بیانی یہ کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمود زرقانی کی دعوتِ مقابلہ پر خاموشی اختیار کر لی۔ اور اپنی تحریر میں بہاء اللہ کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہاء اللہ کا نام لے کر اُن کو "مسیح الدجال" کا مصداق نہیں لکھا تو یہ ہمیں مسلّم ہے۔ لیکن اگر اس سے یہ منشاء ہے کہ حضور نے محمود زرقانی کی دعوت کے بعد دورِ نبوت کے خاتمہ اور قرآن کی منسوخی کے علمبرداروں کے خلاف جہاد کو جاری نہیں رکھا تو یہ صریح افتراء ہے اس سلسلہ میں حضور کی چند تحریرات درج ہیں:

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ نبوتِ محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اس کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔"

("الوصیۃ" صفحہ ۱۰ طبع اوّل)

"خدا اُس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔"

("چشمہ معرفت" صفحہ ۳۲۴)

"میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزل اور سیاستِ مدنی کا حصہ اور خواہ اعمالِ صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان ہوں بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں یہ گواہی دوں اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں بلکہ ایسے وقت میں ہے جبکہ دُنیا میں مذاہب کی کُشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر کار اسلام کا غلبہ ہے۔"

("پیغام صلح" مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں بہائی دُنیا پر اتمامِ حجّت

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے قرآنی جہاد کا یہ اہم ترین پہلو بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آپ نے اُن لوگوں پر جو قرآن شریف کو الہامی کتاب نہیں سمجھتے یا منسوخ قرار دیتے ہیں اپنی زندگی میں ہر طرح حجّت تمام کر دی۔

چنانچہ حضور نے ۱۸۸۰ء میں اشتہار دیا کہ ہم نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں حقیقتِ فرقانِ مجید کے جو براہین و دلائل قرآن مجید سے اخذ کر کے دیئے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اُن کا پانچواں حصہ بھی اپنی الہامی کتاب میں سے نکال کر پیش کر دیں یا پہلے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دیں تو میں دس ہزار روپیہ انعام دُوں گا۔ (براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۷ تا ۳۲) یہ بہائی دُنیا پر پہلی اتمامِ حجّت ہے۔

مارچ ۱۸۸۵ء میں حضرت اقدس علیہ السلام نے مذاہب عالم کے سربرآوردہ لیڈروں اور مقتدر رہنماؤں کو نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی۔ اور اس کی دُنیا بھر میں اشاعت کے لئے آپ نے اُردو اور انگریزی میں بیس ہزار اشتہار شائع کئے۔ اور ایشیا، یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، فرمانرواؤں، دانشوروں اور مصنفوں کو باقاعدہ رجسٹری کر کے بھجوائے اس اشتہار کا متن آپ کی کتاب "سُرمہ چشم آریہ" مطبوعہ ۱۸۸۶ء میں موجود ہے اور اس کی بدولت ہی امریکہ کے الگزنڈر۔ آر۔ ویب ایڈیٹر "ڈیلی گزٹ" نے اسلام قبول کیا۔ مسٹر ویب امریکہ کے پہلے نومسلم تھے۔ حضور کی تصنیف "شحنۂ حق" مطبوعہ ۱۸۸۷ء میں اُن کی خط و کتابت درج ہے۔ بہاء اللہ اس اشتہار کے بعد دس سال تک زندہ رہے مگر اُن کو دم مارنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ یہ بہائی دُنیا پر دُوسری اتمامِ حجّت ہے۔

بہاء اللہ کی وفات کے بعد جب عبدالبہاء جانشین ہوئے تو ۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں اپنے پُر معارف مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے ذریعہ قرآن کی عظمت کا سکّہ سب اہلِ مذاہب پر بٹھا دیا۔ یہ عدیم المثال مضمون دُنیا کی متعدد زبانوں میں وسیع پیمانے پر شائع کیا جا چکا ہے مگر آج تک کسی مذہب کا کوئی نمائندہ اس میں بیان شدہ اسلامی تعلیم کا نمونہ اپنی کتاب سے پیش کرنے پر قادر نہیں ہو سکا اور یہ بہائی دُنیا پر تیسری اتمامِ حجّت ہے۔

۱۹۰۴ء میں بہائیت کی طرف سے مسلسل خاموشی کا داغ مٹانے کے لئے بہائی مبلغ حکیم محمود زرقانی مقیم لاہور نے عین اُس وقت جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکچر لاہور اور مقدمہ گورداسپور کی عدالتی کارروائی کی تیاری میں مصروف تھے "پیسہ اخبار" (۲۷ اگست ۱۹۰۴ء) میں دعوتِ مباحثہ دی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حق و باطل کو پرکھنے کے لئے یہ آسان اور معقول طریق فیصلہ رکھا کہ "کل ۳ ستمبر کو جو جلسہ میں میرا مضمون پڑھا جائے گا وہ مضمون ایڈیٹر صاحب "پیسہ اخبار" اپنے پرچہ میں بتمام و بکمال شائع کر دیں۔ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اُسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرا دیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھ کر فیصلہ کرے گی کہ کس شخص کا مضمون راستی اور سچائی اور دلائل قویّہ پر مبنی ہے۔"

اس اعلان کے مطابق حضور کا ۳ ستمبر کو لیکچر لاہور ہوا۔ جس میں حضور نے اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور اپنے دعویٰ مسیحیت کی سچائی پر متعدد دلائل اور نشانات پیش کئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت فرمائی۔ (جن کی نسبت بہاء اللہ کا عقیدہ تھا کہ وہ چرخ چہارم پر اُٹھائے گئے) اور آخر میں پھر یہ منادی فرمائی کہ:-

"میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص چالیس روز بھی میرے پاس رہے تو کوئی نشان دیکھ لے گا۔"

("لیکچر لاہور" مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۵۲ طبع اوّل ناشر انجمن فرقانیہ لاہور)

زرقانی صاحب کی دعوتِ مباحثہ چونکہ تحقیق حق اور قبولِ حق کے جذبہ سے بالکل خالی اور محض ڈھونگ تھی۔ اس لئے انہوں نے صداقتِ اسلام و احمدیت کا نشان دیکھنے سے تو پہلو تہی اختیار کی۔ البتہ "پیسہ اخبار" ۱۵ نومبر ۱۹۰۴ء میں ایک بے ہنگم سا مضمون ضرور شائع کرا دیا جس میں حضور کے لیکچر لاہور کے تمام دلائل کا رد کرنے کی بجائے دو تین پیشگوئیاں جناب بہاء اللہ کی طرف منسوب کیں جو خود محتاج ثبوت تھیں۔ زرقانی صاحب نے اپنے مضمون میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا تھا کہ جناب بہاء اللہ، بانیٔ جماعت احمدیہ سے پہلے ظاہر ہوئے اس لئے انہیں کو سچا مدعی کہنا چاہیئے۔

(جواب لیکچر جناب قادیانی صفحہ ۲۴-۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

مگر اس معیار کی تردید انہوں نے خود ہی اپنے قلم سے یہ لکھ کر کر دی کہ "جب حق کے ظہور فرمانے کا زمانہ نزدیک ہوا تو ہندوستان اور دُوسرے ملک اور اقلیموں میں بہت سے جھوٹے مدعی ...... کھڑے ہوئے۔" جس کا صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو شخص پیچھے مدعی سے پہلے دعویٰ کرے وہ بہرحال کذاب ہی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکچر لاہور اور زرقانی صاحب کا جواب دونوں ہی کتابی صُورت میں موجود ہیں۔ ان دونوں کا موازنہ باطل کے تارِ عنکبوت کو پاش پاش کر دیتا ہے اور یہ بہائی دُنیا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چوتھی اتمامِ حجّت ہے۔

قبل ازیں زرقانی صاحب نے ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ آیت "فَوَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ" کے کیا معنی ہیں؟ حضور نے اس آیت کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ:-

"آیتِ قرآنی بہت سے اسرار اور معانی اپنے اندر رکھتی ہے جس کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اور جس کے ظاہر کے نیچے ایک باطن بھی ہے۔ لیکن وہ معنے جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ آیت مع اپنے سابق اور لاحق کے مسیح موعود کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور اس کے وقت ظہور کو مشخص کرتی ہے۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسیح موعود بھی ذوالقرنین ہے کیونکہ قرن عربی زبان میں صدی کو کہتے ہیں۔ اور آیت قرآنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وعدہ کا مسیح جو کسی وقت ظاہر ہوگا اُس کی پیدائش اور اس کا ظاہر ہونا دو صدیوں پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ میرا وجود اسی طرح پر ہے۔ میرے وجود نے مشہور و معروف صدیوں میں خواہ ہجری ہیں خواہ مسیحی خواہ بکرماجیتی۔ اسی طور پر اپنا ظہور کیا ہے کہ ہر جگہ دو صدیوں پر مشتمل ہے۔ حتیٰ کہ کسی ایک صدی تک میری پیدائش اور ظہور ختم نہیں ہوتے۔ غرض جہاں تک مجھے علم ہے میری پیدائش اور میرا ظہور ہر ایک مذہب کی صدی میں صرف ایک صدی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دو صدیوں میں اپنا قدم رکھتا ہے۔ پس ان معنوں سے میں ذوالقرنین ہوں۔"

(لیکچر لاہور سرورق)

قرآن مجید کی رُو سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مسیح موعود ہونے کی یہ ایسی زبردست

براہین قاطع ہے کہ محمود زرقانی اور اُن کے ہم نوا اس کے سامنے بالکل لاجواب ہوگئے اور

یہ بہائیت پر پانچویں اتمامِ حجت ہے۔

اس واقعہ کے دو ایک سال بعد زرقانی صاحب کلکتہ، بمبئی، رنگون، راولپنڈی اور سیالکوٹ وغیرہ کئی شہروں میں گھومتے ہوئے بالآخر دہلی گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک نامور خادم حضرت میر قاسم علی صاحبؓ سیکرٹری انجمن احمدیہ دہلی نے اُن کو مباحثہ کے لئے للکارا۔ زرقانی صاحب نے اصرار کیا کہ تعیین یوم و مکان میری رائے پر منحصر ہو۔ حضرت میر صاحبؓ نے اسے فوراً منظور کر لیا۔ اور آخر بڑی ردّ و قدح کے بعد ۲۵ر جولائی ۱۹۰۶ء کو مغرب کے بعد کا وقت مقرر ہوا۔ اور مقامِ مناظرہ مولوی عبدالحق صاحب دہلوی مؤلف تفسیر حقانی کا مکان قرار پایا۔ فریقین جمع ہوئے تو حکیم رضی الدین صاحب (خلف الرشید حکیم ظہیر الدین خاں) آنریری مجسٹریٹ دہلی نے تجویز پیش کی کہ پہلے شرائط طے کر لی جائیں۔ حضرت میر صاحبؓ جنہوں نے شرائط پہلے ہی لکھ دی تھیں۔ اس تجویز سے پورا پورا اتفاق ظاہر کیا اور زور دیا کہ مرزا محمود زرقانی پہلے اپنا دعویٰ پیش کریں۔ تاہم جرح کر سکیں۔ لیکن زرقانی صاحب نے صاف انکار کر دیا۔ جس پر حکیم رضی الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ نے بہتیرا سمجھایا کہ آپ ایران سے محض بہائی مذہب منوانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ کو علی الاعلان بہاء اللہ کے دعاوی اور دلائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔ لیکن زرقانی صاحب نے جو اسے موت کا پیالہ سمجھتے تھے اس کے لئے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ اور راہِ فرار اختیار کر گئے۔

(”الحکم“ ۱۰ر اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۳-۸)

بہائی دُنیا پر یہ چھٹی اتمامِ حجت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے عہدِ مبارک میں آپ کے ایک خادم کے ذریعہ ہوئی —!!

اس کے بعد ساتویں اتمامِ حجّت حضورؑ کے منشاء مبارک کے مطابق جماعت احمدیہ کے انگریزی و اُردو ترجمان رسالہ ”ریویو آف ریلیجنز“ ("REVIEW OF RELIGIONS") کے ذریعہ کی گئی۔ جس نے ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء میں بابی اور بہائی مذہب اور مہدی آخرالزمان کی نسبت گیارہ قسطوں میں مضامین شائع کئے جن میں مندرجہ ذیل مباحث پر محققانہ روشنی ڈالی گئی۔

بہائیوں کی منافقت، باب اور بہاء اللہ کی سوانح عمری۔ ایران میں بابیوں کی بغاوت و شورش۔ آیت لَوْ تَقَوَّلَ کی وعید کے مطابق علی محمد باب کی ہلاکت اور بہاء اللہ کے ذریعہ اُس کی نام نہاد شریعت ”البیان“ کی منسوخی۔ بہائی اور ازلی فرقوں کی کشمکش اور سب وشتم و فتاویٰ۔ بہاء اللہ کے دو بیٹوں ”غصنِ اکبر“ اور ”غصنِ اعظم“ کے حامیوں کا باہمی جدال۔ بہائی شریعت ”الاقدس“ کے نمونے اور اُن پر تنقید۔ بہاء اللہ کا دعویٰ اُلوہیت اور دیگر خلافِ اسلام اور باطل دعوے۔ باب اور بہاء اللہ کے دعاوی کے پیش کردہ ثبوت اور ان کا ردّ۔ ۱۸۹۴ء کا نشانِ کسوف وخسوف اور بابیت و بہائیت کا بطلان۔ عبدالبہاء کی بہاء اللہ کے مخالف تعلیم اور قرآنی تعلیم کا سرقہ۔ مہدی آخر الزمان کے بارے میں احادیث اور روایات۔ مسیح و مہدی کے ایک ہونے پر دس قطعی دلائل۔ مہدی موعود سے متعلق علامات اور پیشگوئیوں کا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے وجود میں کمال آب و تاب سے پورا ہونا۔

خلفاءِ احمدیّت کی طرف سے اتمامِ حجّت

رسالہ ”ریویو آف ریلیجنز“ ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء کے اِن حقیقت افروز مضامین نے بہائی فتنہ کے چہرہ سے ہمیشہ کے لئے نقاب سرکا دیا۔ اسلام اور مسیح الاسلام کی سچائی آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہوگئی اور بہائی دُنیا کے ”ولی امر اللہ“ جناب عبدالبہاء اور جناب شوقی آفندی کی زبانیں گُنگ اور قلم ساکت ہوگئے۔ اور وُہ عمر بھر ان مضامین کے ردّ میں ایک حرف تک لکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ حالانکہ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ مسعود علیہ السلام کے خلیفہ برحق حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں جھنجھوڑنے اور غیرت دلانے کے لئے بار بار مقابلہ پر بُلایا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں عبدالبہاء اور دوسرے مذہبی لیڈروں کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:—

”میں حضرت مسیح موعود کے لقب تمام دُنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آکر ہم سے مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اُس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔“

”اُن کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اِس وقت دُنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خُدا کس کی دُعا قبول کرتا ہے۔ مَیں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دُعا قبول ہوگی۔“

(”الفضل“ قادیان ۲۲ر اگست ۱۹۱۷ء)

پھر حضورؓ نے ۸ر مارچ ۱۹۲۴ء کی اس عظیم الشان تقریر میں، جس میں حضورؓ نے علمی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کے شرمناک منصوبے کا انکشاف کیا تھا، یہ اعلان بھی فرمایا کہ:—

”حضرت مسیح موعودؑ کے اظلال میں سے ایک میں ہوں کہ جس پر خُدا نے ایسے کلام نازل کئے جو وقت پر پُورے ہوئے اور آج بھی میں کہتا ہوں لاؤ میرے مقابلہ میں عبدالبہاء کے خلیفہ (شوقی آفندی۔ ناقل) کو اور پھر دیکھیں خدا تعالیٰ کس کی صداقت ظاہر کرتا ہے؟ میں نے رنگون ایک شخص کو لکھا تھا کہ لاؤ بہائی خلیفہ کو۔ مگر اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔“

(”الفضل“ قادیان ۲۵-۲۹ر اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۳)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بعد جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیّدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۷ر مارچ ۱۹۶۸ء کو شوقی آفندی کے جانشین بہائی لیڈروں کو دعوت دی کہ:—

”اگر بہائیوں کے لیڈر جو قرآن مجید کو منسوخ کتاب کہتے ہیں مجھ سے قبولیتِ دُعا کے نشان میں مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو وُہ میدان میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ ثابت کر دے گا کہ اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ میری دُعا سُنے گا اور بہائیوں کی دُعا قبول نہ کی جائے گی۔ کیونکہ میں سچے اور زندہ مذہب اسلام کا پیرو ہوں۔ اور بہائی باطل پر ہیں۔“

(رسالہ ”الفرقان“ ربوہ مارچ ۱۹۶۸ء صفحہ ۲)

بہائی لیڈروں کی پُر اسرار خاموشی

اس رُوحانی مقابلہ پر بھی بارہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر بہائی زُعماء اس مقابلہ کی طرف آنے کا نام تک نہیں لیتے۔ اُن کے اوسان خطا ہو چکے ہیں۔ وہ تحریکِ احمدیت کی زبردست علمی و رُوحانی قوت سے سخت خوفزدہ ہیں۔ اور اُن پر سکوتِ مرگ طاری ہے جو اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور دینِ بہائیت کے مُردہ ہونے کا فیصلہ کُن ثبوت ہے۔

چراغِ مُردہ کجا، شمعِ آفتاب کجا
ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (آل عمران: ۸۶)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ —

"بابیت" اور "بہائیت" کی حقیقت

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بدر کی ایک گذشتہ اشاعت میں خاکسار کا مضمون "بابیت اور بہائیت کی حقیقت" کے عنوان سے شائع ہوا تھا اور میں نے مضمون کے آخر میں لکھا تھا کہ آئندہ انشاء اللہ بہائی شریعت پر روشنی ڈالی جائے گی حسب وعدہ بابی و بہائی شریعت کے بارہ میں یہ مضمون تحریر کیا جا رہا ہے۔ خاکسار: بشیر احمد دہلوی

بابی اور بہائی تحریک کی تین شریعتیں

بابی اور بہائی تحریک پر نگاہ ڈالنے سے ان کی تین شریعتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

۱۔ البیان
۲۔ المستیقظ
۳۔ الاقدس

البیان کے مصنف علی محمد باب ہیں اور المستیقظ کے لکھنے والے مرزا یحییٰ ہیں جو صبح ازل کے لقب سے ملقب تھے اور الاقدس مرزا حسین علی بہاء اللہ کی تصنیف ہے۔ بہائیوں کے نزدیک البیان منسوخ ہو چکی ہے۔ صبح ازل کو بہائی مفتری قرار دیتے ہیں اس لئے المستیقظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں ازلیوں (صبح ازل کو ماننے والوں) کے نزدیک المستیقظ باب کی کتاب البیان کا تتمہ ہے۔ موجودہ بابیوں کے اعتقاد میں البیان ہی اصل چیز ہے ان کے نزدیک الاقدس اور المستیقظ ہر دو جھوٹی اور افتراء کا مجموعہ ہیں اب ان تینوں کتب کے بارہ میں قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

البیان کی حقیقت

باب نے بدشت کانفرنس کی قرارداد کے مطابق قلعہ ماکو کے زمانہ قید میں ایک کتاب تصنیف کرنی شروع کی باب قلعہ ماکو میں نو ماہ اور بعض کے نزدیک ڈیڑھ دو سال رہے اس عرصہ میں کتاب البیان لکھی گئی۔

عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

وکان الباب کتب کتاب البیان اثناء حبسہ فی قلعہ ماکو

(تاریخ بہاء اللہ صـ۳)

کہ باب نے ماکو قلعہ میں قید کے دوران البیان کتاب لکھی۔

البیان کے متعلق باب کی اسکیم یہ تھی کہ

رتّب کتاب البیان علیٰ تسعۃ عشر واحدًا وقسم کلّ واحد الیٰ تسعۃ عشر بابًا۔ (الکواکب صـ۴۱۲)

باب نے کتاب البیان کو ۱۹ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصہ کو ۱۹ بابوں میں تقسیم کیا گویا باب کا ارادہ یہ تھا کہ بیان کو ۱۹ حصوں میں تقسیم کر کے اس کے ہر حصے میں ۱۹ باب لکھے جائیں گے لیکن اس تجویز کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا چنانچہ لکھا ہے

ولکن حضرتہ لم یکمل بقلمہ کتابۃ جمیع ھٰذہ الابواب وانما تمم کتابۃ احاد ثمانیۃ و تسعۃ ابواب من الواحد التاسع فقط (الکواکب صـ۲۱۴)

یعنی باب اپنی قلم سے اپنی کتاب البیان کو مکمل نہ کر سکے انہوں نے صرف آٹھ حصے مکمل طور پر لکھے ہیں اور نویں حصے کے صرف نو باب لکھے ہیں اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ باب نے جس شریعت کو قرآن مجید کے بالمقابل پیش کرنے کا عزم کیا تھا وہ اس کو پورا بھی نہ کر سکا باب کا اپنی مزعومہ شریعت کی (اس) تصنیف کو ادھورا چھوڑ کر قتل کیا جانا اس کی ناکامی پر واضح دلیل ہے

صبح ازل کی کتاب المستیقظ

مرزا یحییٰ جس کا لقب صبح ازل ہے یہ باب کی طرف سے بہاء اللہ کا بھائی ہے باب نے مرزا یحییٰ کو اپنا وصی مقرر کیا تھا غیر جانبدار مؤرخ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ:۔

بے حجاب یحیٰی را وصی حضرت باب خوانده است۔

(مجموعہ رسائل صـ۱۲۹)

بہائی یہ بھی مانتے ہیں کہ مرزا یحییٰ کو بہاء اللہ کی جان بچانے کے لئے وصی مقرر کیا گیا تھا۔ مرزا یحییٰ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ باب کے بعد مصدر امر وہ خود تھے بہاء اللہ نہیں تھے چنانچہ بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"یہ مظلوم خواہش کرتا ہے کہ ایک شخص کو بغیر کسی کی اطلاع کے مقرر کریں اور اسے اس طرف (یعنی عکا کی طرف جہاں بہاء اللہ مقیم تھے) بھیجیں اور وہی شخص جزیرہ قبرص میں بھی کچھ دن قیام پذیر ہو اور مرزا یحییٰ سے ملاقات کرے تاکہ اصلی امر مصدر اور امر احکام الٰہی سے آگاہ ہو جائے"

(لوح ابن ذئب اردو صـ۹۲)

غرضیکہ مرزا یحییٰ بہاء اللہ کے بالمقابل مدعی تھا اور بابیوں کا ایک طبقہ ازلی بن گیا۔ بہاء اللہ کی ہمشیرہ بھی مرزا یحییٰ سے جا ملی تھی۔ بہائیوں اور ازلیوں میں کافی رسہ کشی رہی جس کا ذکر بہاء اللہ یوں کرتے ہیں۔

"مخالفین تدبیروں میں مشغول اور حیلوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اس سید کی تصویر لی ہے اور کچھ دوسروں کی تصویریں بھی جمع کی ہیں اور ہر ایک تصویر کو ایک ورق پر چسپاں کیا ہے اور ان سب تصاویر کے اوپر مرزا یحییٰ کی تصویر کو چسپاں کیا ہے۔

(لوح ابن ذئب صـ۱۲۸)

بہاء اللہ ازلیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ تم نے صبح ازل کو خدا مان لیا ہے جیسا کہ مجموعہ اقدس صـ۱۲۵ پر لکھا ہے:۔

اتخذ تموہ لا نفسکم ربًّا من دون اللہ

اس کے بالمقابل صبح ازل نے بہاء اللہ کو العجل قرار دیا ہے اور اس طرح سب بہائیوں کو مشرک قرار دیا ہے لکھا ہے:۔

انّ الّذین یتخذون العجل من بعد نور اللہ اولئک ہم المشرکون"۔

جو لوگ بچھڑے کو معبود بناتے ہیں اللہ کے نور کے بعد وہ مشرک ہیں۔

(مستیقظ بحوالہ الجواب صـ۲۹۴)

ان تمام بیانات سے جہاں بابیوں بہائیوں اور ازلیوں کی باہم شدید عداوت ظاہر ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بہاء اللہ اور صبح ازل دعاوی میں بھی یکساں ہیں۔ ازل بھی اسی طرح کتاب کا مدعی ہے جس طرح بہاء اللہ کو قرار دیا جاتا ہے۔ بہاء اللہ کا انتقال ۱۸۹۲ء میں ہوا جبکہ صبح ازل کی وفات جزیرہ قبرص میں ۱۹۱۲ء میں ہوئی ہے۔ اب بہائی خود یہ فیصلہ کریں کہ وہ کیوں بہاء اللہ کو ... اور صبح ازل کو جھوٹا مانتے ہیں جبکہ صبح ازل کو زمانہ کے لحاظ سے زیادہ مہلت ملی ہے

بہائی شریعت الاقدس کی تصنیف!

جیسا کہ پہلے گذشتہ مضمون میں تحریر کر چکا ہوں مرزا حسین علی صاحب، عرف بہاء اللہ ایران سے عکا (فلسطین) چلے گئے تھے اور وہاں ان کو فارغ البالی اور فارغ الوقتی دونوں حاصل تھے اس لئے انہیں یہ خیال آیا کہ وہ بھی ایک شریعت مرتب کریں جس کا نام انہوں نے اقدس رکھا بہاء اللہ نے اس کتاب کی تصنیف کا سبب خود درج کیا ہے لکھا ہے۔

قد حضرت لدی العرش عرائض شتّٰی من الذین اٰمنوا و سئلوا فیہا اللہ رب ما یریٰ وما لا یریٰ ربّ العالمین لذا انزلنا اللوح و زیّنّاہ بطراز الامر لعلّ الناس باحکام ربّہم یعملون و کذالک سئلنا من قبل فی سنین متوالیات و امسکنا القلم حکمۃ من لدنّا الیٰ ان حضرت کتب من انفس معدودات فی تلک الایّام لذا اجبنا بالحق بما تحیی بہ القلوب

(الاقدس صـ۲۱۶ و صـ۲۱۷)

اس نہایت ہی کمزور اور سقیم عربی کا خلاصہ مطلب یہ نکلتا ہے کہ چونکہ بعض لوگوں نے خطوط کے ذریعہ بارگاہ رب العالمین (بہاء اللہ) میں درخواستیں

کیں اور سوالات پوچھے تھے اس لئے سالہاسال کے بعد ہم نے یہ کتاب تصنیف کر دی ہے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔

بہائیوں کا یہ خیال ہے کہ البیان سے قرآن مجید منسوخ ہو چکا ہے (العیاذ باللہ) چنانچہ دروس الدیانۃ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ باب کے مبارک ظہور سے شریعت قرآن مجید منسوخ ہو چکی ہے۔ اور ساتھ ہی بہائیوں کا یہ خیال ہے کہ اقدس کے ذریعہ البیان منسوخ ہو چکی ہے۔

چنانچہ دروس الدیانۃ میں لکھا ہے کہ:۔

"ہمارا کوئی تعلق البیان کے احکام سے نہیں ہماری کتاب اقدس ہے"۔

پھر لکھا ہے:۔

"بہاء اللہ کے زمانہ میں بیان کے احکام منسوخ ہیں بجز ان حکموں کے جو بہاء اللہ نے دربارہ کتاب اقدس نازل کر دیے"۔

(دروس الدیانۃ صفحہ ۱۰۱ و صفحہ ۱۰۲)

البیان کے منسوخ کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے احکام بہاء اللہ کی کتب کے متضاد تھے اس لئے وہ منسوخ قرار دے دی گئی۔

عبد البہاء افندی نے لکھا ہے کہ بہاء اللہ کی تعلیمات کتاب بیان کی تعلیمات سے متناقض اور متباین ہیں۔ (جواب نامہ جمعیت لاہای صفحہ ۲۵)

البیان کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی بلکہ بابیوں نے اس کے قلمی نسخے بھی تلف کر دئے ہیں۔

بہائیوں کی جدید شریعت اقدس کے متعلق بہائیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ سب آسمانی صحیفوں سے افضل اور اعلیٰ ہے لیکن اس ادعاء کے ساتھ بہائی لوگ اقدس کی اشاعت کی جرأت نہیں کرتے ہم نے خود ایسے بہائی دیکھے ہیں جنہوں نے آج تک اقدس نہیں دیکھی۔

۱۹۶۷ء میں خاکسار اپریل تا ستمبر بطور انچارج مبلغ سرینگر (کشمیر) میں قیام پذیر تھا۔ عبد الغفار صاحب بہائی ایک دن مجھے اپنے گھر پر لے گئے وہاں بات چیت کے دوران میں نے ان سے کہا کہ اقدس کی اشاعت کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے بڑی دلیری سے کہا کہ اقدس طبع شدہ ہمارے پاس ہے اور میں آپ کو دکھاؤں گا۔ لیکن میرے بار بار مطالبہ کے باوجود انہوں نے مجھے اقدس نہیں دکھائی۔ کیونکہ میرے نزدیک ان کے پاس اقدس تھی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں خالد احمدیت محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کی روح پر کہ انہوں نے فلسطین کے دوران قیام بڑی جدوجہد سے عراق سے ایک نسخہ اقدس کا حاصل کیا اور فلسطین میں اسے طبع کرایا آپ اپنی مشہور کتاب "بہائی تحریک پر تبصرہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء کے آغاز تک فلسطین۔ شام عراق اور مصر میں رہا ہوں حیفا میں بہائیوں کے موجودہ لیڈر جناب شوقی افندی سے دو مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا۔ پہلی جون ۱۹۳۲ء کی ملاقات میں میں نے ان سے کتاب اقدس دیکھنے کی درخواست کی انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میرے پاس تو کتاب موجود نہیں۔ آپ کو شاید عراق سے مل سکے۔ چنانچہ میں نے عراق سے بڑی جدوجہد کے بعد ایک دوست کی معرفت اقدس کا ایک نسخہ حاصل کیا اور مطبع احمدیہ کبابیر جبل الکرمل فلسطین میں اسے طبع کرایا ۱۹۳۸ء میں میں بمبئی میں متعین تھا تو بہائیوں کی وفات ۹ و ۱۰ جون کو بہائی ہال میں بہائی گروہ کے صدر کی موجودگی میں اپنے طبع کردہ نسخہ اور بہائیوں کے ہاں موجود نسخہ کا مقابلہ کیا اور بہائیوں کو اپنا مطبوعہ نسخہ دکھایا جس کی انہوں نے تصدیق کی"۔

(بہائی تحریک پر تبصرہ صفحہ ۸۲)

میں اپنے گزشتہ مضمون میں لکھ چکا ہوں کہ باب کو جب حکومت نے قید کر رکھا تھا تو بابی لوگ حکومت اور علماء ایران کے خلاف تجاویز سوچنے کے لئے بدشت میں جمع ہوئے اور علماء اسلام سے انتقام لینے کی یہ تجویز قرار پائی کہ اسلامی شریعت کو منسوخ کر دیا جائے گویا شریعت غراء فرقانی کے نسخ کا خیال محض انتقامی ہے۔

مرزا حسین علی ایرانی الملقب بہ بہاء الدین اپنی کتاب اقتدارات صفحہ ۴۸ میں یہ لکھتے ہیں۔

"اگر اعتراض و اعراض اہل فرقان نبود بر آئینہ شریعت فرقان دریں ظہور نسخ نمی شد"

کہ اگر قرآن مجید کے ماننے والوں کی طرف سے (باب اور بہاء اللہ) کا انکار نہ کیا جاتا اور ان سے منہ نہ پھیرا جاتا اور جو اعتراض ان کے دعاوی پر کئے گئے ہیں وہ اعتراض نہ کئے جاتے تو قرآن مجید کی شریعت کبھی بھی منسوخ نہ ہوتا۔

چونکہ قرآن مجید کے ماننے والوں نے باب اور بہاء اللہ کے غلط دعاوی پر اعتراض کئے اور ان کے غلط دعاوی کو بلا چون و چرا تسلیم نہیں کیا اس لئے باب اور بہاء اللہ نے مسلمانوں سے انتقام لینے کی غرض سے قرآن مجید کی شریعت کے منسوخ کرنے اور ایجاد کر کے ایک نئی شریعت کے جاری کرنے کا دعویٰ کر دیا ورنہ حقیقۃً نہ قرآن مجید کے منسوخ کرنے کی ضرورت تھی اور نہ قرآن مجید کی تعلیم کے ہوتے ہوئے کسی دوسری شریعت کی ضرورت تھی

بہ حوالہ بہائی مذہب پر تبصرہ قدسی ہے کہ باب۔ صبح ازل اور بہاء اللہ کی شریعتیں محض مسلمانوں سے انتقام لینے کی غرض سے گھڑی گئی تھیں ورنہ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے کسی دوسری شریعت کے آنے کی اس وقت تو کوئی ضرورت نہ تھی۔

باب اور بہاء اللہ کا مشن بقول بہائیوں کے یہ تھا کہ باب نے قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دے کر نئی شریعت بنانے کا دعویٰ کیا جس میں وہ سراسر ناکام رہا۔ باب ابھی اس نام نہاد شریعت کا نصف حصہ بھی مرتب نہ کر سکا تھا کہ قتل کر دیا گیا اس کے بعد بہائیوں کے اعتقاد کے مطابق باب کی شریعت کو بہاء اللہ نے منسوخ کر دیا اور خود نئی شریعت بنانے کا ادعا کیا یہ مزعومہ بہائی شریعت بھی جیسا کہ اوپر تفصیل آ چکی ہے عوام کے لئے آج تک شائع نہیں ہو سکی گویا باب اور بہاء دونوں بزعم خود قرآن مجید کو منسوخ ٹھہرانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے لیکن بری طرح ناکام رہے۔

آجکل بہائی لوگ اس امر کا پروپیگنڈہ بڑے زور شور سے کرتے ہیں کہ دین بہائی وحدت عالم انسانی اور وحدت ادیان پر یقین رکھتا ہے اور جملہ تعصبات کا خاتمہ کر کے صلح عمومی اور اتحاد کی بنیادیں استوار کرنے والا ہے اور یہ کہ سارے مذاہب حق پر ہیں۔ ان کا یہ پروپیگنڈہ باب اور بہاء اللہ کی تعلیم کی روشنی میں قطعی غلط اور خلاف واقعات ہے۔ اس سلسلہ میں چند حوالجات ملاحظہ ہوں۔

علی محمد باب اپنی کتاب بیان باب نمبر ۸ واحد (۲) میں لکھتے ہیں:۔

(۱) اے اہل بیان نہ کردہ آنچہ اہل قرآن کردند کہ ثمرات لیل خود را باطل کردند۔ کہ اے اہل بیان جو میرے ماننے والے ہو ایسا ہرگز نہ کرنا جیسے قرآنی شریعت کے ماننے والوں نے کیا کہ میرا انکار کر کے انہوں نے اپنے تمام اعمال باطل کر دیئے

(۲) البیان باب ۱۱ واحد ۵ میں لکھا ہے:۔

"من یتجاوز عن حد البیان فلا یحکم علیہ حکم الایمان سواء کان عالما او سلطانا او مملوکا او [illegible]" کہ جو شخص علی محمد باب کی کتاب البیان کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا اس پر ایماندار ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا خواہ وہ عالم ہو یا بادشاہ مملوک ہو یا غلام۔

(۳) البیان باب ۶ واحد (۲) میں لکھا ہے:۔

"اگر کسے باشد و داخل میزان بیان نشود ثمر نمی بخشد تقویٰ او۔ ادرا"۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جو علی محمد باب کی کتاب البیان کی شریعت میں داخل نہیں ہوتا تو اس کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔

(۴) علی محمد باب اپنی کتاب البیان کے باب ۱۱ واحد (۸) میں یہ لکھتے ہیں کہ

"اگر در غیر ایمان بیان قبض روح شد اگر عمل ثقلین را نماید کہ نفع باو نمی بخشد و اگر بعد از موت او کل خیرات از برائے او شود کہ نفع باو نمی بخشد"۔

یعنی جس شخص کی موت ایسی حالت میں واقع ہو کہ وہ بابی شریعت کا تابع نہ ہو اگر اس نے دو جہان کے نیک اعمال بھی کئے ہیں تو اس کو ان اعمال سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اس کی موت کے بعد جو بھی صدقہ و خیرات کیا جائے گا اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔

بہاء اللہ اپنے نہ ماننے والوں کے

متعلق اقدس میں لکھتے ہیں :-

"والّذی مُنِعَ انّہ من اھل الضّلال ولو یأتی بکل الاعمال"۔ کہ جس شخص نے اس مذہب کے بانی کو قبول نہ کیا وہ گمراہ ہے اگرچہ تمام اعمال بجالائے۔ اور بہاء اللہ کی کتاب مبین کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے

"ارتفع سماء البیان وثبت ما نزل فیہ انّ الّذین انکروا اوانّک فی غفلۃ وضلال"۔ کہ کتاب بیان کا رتبہ بلند ہو گیا اور جو کچھ اس میں اتارا گیا وہ ثابت ہو گیا اور جو لوگ اس کے منکر ہیں وہ غفلت اور گمراہی میں ہیں اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۳ پر لکھا ہے :-

قد خسر الذین کذّبوا بایٰتنا سوف تاکلھم النیران۔

کہ جو لوگ ہماری ان آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ گھاٹے میں رہیں گے اور ان کو عنقریب آگ کھا جائے گی۔

ادعیہ محبوب صفحہ ۲۲۲ میں بہاء اللہ لکھتے ہیں "لو یقرأ احدٌ کل الکتب ولا یؤمن بہ لا ینفعہ ابدًا ولو یقرأ ایۃ من ایاتہ لیکفیہ"۔ یعنی ہیں وہ ہوں کہ اگر کوئی شخص تمام کتابوں کو پڑھتا رہے اور مجھ پر ایمان نہ لائے تو اس کو ان کتابوں کے پڑھنے سے ہرگز کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اگر کوئی شخص میری آیات میں سے ایک آیت بھی پڑھے گا تو وہ ایک آیت اس کے لئے کافی ہوگی

مجموعہ الواح مبارک کے صفحہ ۱۵۱ میں بہاء اللہ اپنے منکروں کے متعلق کہتے ہیں۔

"لم یکن لکم مقرٌ الّا فی اصل الجحیم"۔ کہ اے میرے منکرو تمہارا کوئی ٹھکانہ سوائے دوزخ کے نہیں ہے۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک وہ لوگ جنہوں نے شریعت بابیہ و بہائیہ کا انکار کیا ہے وہ یہودی اور عیسائی ہیں ان کے کل اعمال باطل ہیں اور اس وجہ سے وہ گمراہ اور جہنمی ہیں۔

اب بہائی لوگ اپنی اصل کتابوں کا اخفاء کر کے عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے غلط طور پر کہتے ہیں اہل بہاء سب قوموں کو وحدت کی طرف بلاتے ہیں کسی کو بھی کافر نہیں کہتے۔

(بہائی میگزین اپریل ۶۳ء)

ایک اور غلط پروپیگنڈہ آجکل بہائیوں کی طرف سے یہ کیا جا رہا ہے کہ دین بہائی ایک مستقل دین ہے خدا نوع انسان کی تربیت کے لئے وقتاً وقتاً پیغمبر بھیجتا رہا ہے اور بھیجتا رہے گا حضرت بہاء اللہ ہمارے زمانہ کے مظہر ظہور و پیغمبر ہیں۔ (رسالہ بشارت صفحہ ۲۳ ملک ۵۰ شائع شدہ محفل روحانی بہائیان سرینگر)

حالانکہ اہل بہاء نے پہلے کبھی نہیں کہا کہ بہاء اللہ پیغمبر نبی یا رسول ہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ بہاء اللہ کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔

(کوکب ہند دہلی ۲۲ رجون ۲۸ء صفحہ ۲۹)

بہائی کتب سے یہ ثابت ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدائی ظہور کہتے ہیں۔ اور ان کو اپنا معبود مسجود اور دعاؤں کا سننے والا مانتے ہیں لیکن موحد قوموں کے سامنے بہاء اللہ کی خدائی سے یا تو قطعی انکار کرتے ہیں یا بہاء اللہ کے اس دعویٰ کی کوئی توجیہہ اور تاویل کرتے ہیں۔ بہاء اللہ کے دعویٰ خدائی پر بہائی لٹریچر میں بے شمار حوالہ جات ہیں بطور نمونہ از خروارے مندرجہ ذیل حوالے پیش ہیں :-

(۱) کتاب اقدس میں بہاء اللہ لکھتے ہیں

الّذی ینطق فی السجن الاعظم انہ لخالق الاشیاء وموجدھا۔ حمل البلایا بالاحیاء العالم وانہ لھو الاسم الاعظم الّذی کان مکنونًا فی ازل الازال (کتاب اقدس صفحہ ۲۲۵)

ترجمہ:- وہ جو عکا کے بڑے قید خانہ سے بولتا ہے وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور وہی ان کا ایجاد کرنے والا ہے اس نے مصیبتوں کو دنیا کے زندہ کرنے کے لئے اپنے اوپر اٹھایا ہے اور وہ اسم اعظم ہے جو ہمیشہ ہمیش سے مخفی تھا۔ اس عبارت میں بہاء اللہ نے تمام چیزوں کا خالق اور موجد اپنی ذات کو قرار دیا ہے اور جو مصیبتیں ان پر آئی ہیں ان کی اس نے وہی توجیہہ کی ہے جو عیسائی حضرت مسیح کے مصائب برداشت کرنے کی کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے خدا کا بیٹا ہو کر بھی دنیا کو زندگی بخشنے والے مصائب کو اپنے اوپر برداشت کیا۔

(۲) یا عبدی افرح بما یذکرک مالک العرش والثریٰ - (کتاب اقدس صفحہ ۱)

یہ فقرہ ایک خط کا ہے جو بہاء اللہ نے عیسیٰ نام ایک شخص کو لکھا ہے اس فقرہ میں مالک العرش والسماء یعنی عرش و فرش کا مالک بہاء اللہ نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔

(۳) اذا یراہ احدٌ فی الظاھر یجدہ علی ھیکل الانسان بین ایدی اھل الطغیان واذا یتفکر فی الباطن یراہ مھیمنًا علی من فی السمٰوٰت والارض۔ (اقتدارات صفحہ ۱۲)

کہ بہاء اللہ کو دیکھنے والا شخص ظاہر میں تو اس کو انسانی شکل میں دیکھتا ہے لیکن جب کوئی شخص اس کے باطن پر غور کرتا ہے تو آسمانوں اور زمین کی کل مخلوق کا اس کو محافظ پاتا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم کی رو سے جیسا کہ سورۃ حشر میں فرمایا گیا ہے کل مخلوق کا مہیمن اور محافظ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن بہاء اللہ کا اپنے لئے اس صفت کو بیان کرنا بتاتا ہے کہ اسے خدا ہونے کا دعویٰ تھا۔

(۴) کتاب ادعیہ صفحہ ۱۶۷ میں بہاء اللہ ملاء اعلیٰ (سب فرشتوں کی جماعت) کو حکم کرتا ہے۔

"طوفوا وزوروا ربّ الانام فی ھذہ الایّام التی ما ادرکت مثلھا العیون فی قرون الاوّلین"۔

کہ اے ملاء اعلیٰ کی جماعت ان دنوں میں جن کی مثال پہلے زمانوں میں کسی آنکھ نے نہیں دیکھی تم مخلوقات کے رب کی زیارت کرو اور اس کا طواف کرو۔

اس عبارت میں جس رب کی زیارت اور طواف کرنے کا بہاء اللہ نے ملاء اعلیٰ کو حکم دیا ہے اس رب سے مراد خود بہاء اللہ ہیں۔

پھر ادعیہ کے صفحہ ۲۹۲ میں بہاء اللہ لکھتے ہیں :-

والّذی اتیٰ بالحق انّہ ھو مالک الوجود۔

کہ یہ جو آیا ہے کہ وجود کا مالک ہی ہے یعنی سب کو وجود اسی بہاء اللہ نے بخشا ہے۔ جو خدا ہے۔

(۵) بہاء اللہ دعویٰ کرتے ہیں

لا الٰہ الّا انا المسجون الفرید (مبین صفحہ ۲۰۶)

یعنی کوئی خدا نہیں مگر میں (بہاء اللہ) جو قید میں ہوں اور یکتا ہوں اس حوالہ میں بہاء اللہ نے کھلے طور پر اپنی نسبت الوہیت اور خدائی کا دعویٰ کیا۔

بہر صورت بہاء اللہ کا دعویٰ خدائی بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے اور آج کسی بہائی کا یہ لکھنا کہ وہ پیغمبر اور رسول تھے سراسر غلط ہے۔

شیخ رشید رضا ایڈیٹر رسالہ المنار مصر لکھتے ہیں۔

البھائیۃ ھم اخر طوائف الباطنیۃ۔ یعبدون البھاء عبادۃ حقیقیۃ ویدینون بالوھیتہ وربوبیتہ ولھم شرائع خاصۃ بھم۔ (المنار)

ترجمہ:- بہائی لوگ باطنیہ فرقہ کا آخری گروہ ہیں جو بہاء اللہ کی حقیقی عبادت کرتے ہیں اور ان کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں بہائیوں کی اپنی علیحدہ شریعت ہے اس اقتباس سے واضح ہے کہ بہائی کتب کا مطالعہ کرنے والے دوسرے لوگ بھی بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہتے ہیں۔

پس بابی اور بہائی تحریکیں دجالی تحریکیں ہیں جنہوں نے اسلام کی بیخ کنی کرنا چاہی اور ان کی شریعتیں خود ساختہ تھیں اس کے بالمقابل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تجدید کے لئے جدوجہد کی اور اسے ازسر نو تازہ کیا اور مخالفین اسلام کو روحانی مقابلہ کی دعوت دی چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت صدمات اٹھائے ہیں وہ اب ازسر نو تازہ کیا جائے اور خدا کے نزدیک جو اس کی عزت ہے وہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ ظاہر کر دی جائے ہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

واٰخر دعوٰینا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

"قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں"

(حضرت المسیح الموعود علیہ السلام۔ کشتی نوح صفحہ ۲۶)

بہائی تحریک کا پس منظر ——— بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اخبار بدر کے صفحات کی زینت بنتے رہے ہیں۔ تاہم ان مضامین کے سلسلہ میں ہمارا بیشتر انحصار سلسلہ کے دیگر اخبارات و جرائد پر رہا ہے۔ ہمیں دلی مسرت ہے کہ بدر کی اس خصوصی اشاعت کے ذریعہ پہلی مرتبہ ہم اپنے محترم قارئین کی خدمت میں "بہائی مبلّغین کا علمی نمبر" —— واقعات کو مسخ کرنے کی افسوسناک سازش" کے عنوان سے محترم موصوف کے ایک ایسے علمی اور تحقیقی مقالہ کو پیش کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں جس میں آپ نے بابیت و بہائیت کی ایک نئی دسیسہ اندازی اور شاطرانہ جسارت کو اپنے مخصوص محققانہ اور اچھوتے انداز میں طشت از بام کیا ہے اور جسے آپ نے براہِ راست بدر میں اشاعت کی غرض سے ہمیں ارسال فرمایا ہے۔ فجزاہُ اللہ احسن الجزاء فی الدارین خیرًا۔ ہم نے اپنی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ بدر کے اس خصوصی شمارے کی کتابت، وطباعت، کے سلسلہ میں اس کے علمی وافادی پہلو کو مدّنظر رکھا جائے۔ امید ہے کہ جماعتی حلقوں میں ہماری یہ حقیر کوشش مقبول ہوگی۔ اور تبلیغی نقطۂ نگاہ سے بدر کا یہ خصوصی شمارہ مفید اور دُور رس نتائج کا حامل ہوگا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی خواہش پر بدر کا یہ خصوصی شمارہ اپنی تعداد سے زائد چھپوایا گیا ہے۔ جو احباب اور جماعتیں اپنی تبلیغی ضروریات کے پیشِ نظر زائد پرچے منگوانے کی خواہشمند ہوں وہ براہِ راست نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے قیمتاً حاصل کر سکتی ہیں۔

خورشید احمد انور

التواء اتر پردیش کانفرنس

شاہجہانپور میں جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش کی جو سالانہ کانفرنس یکم اور ۲ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کی تاریخوں میں منعقد ہونی تھی اُس کا موجودہ فضا میں انعقاد ممکن نہیں نظر آرہا۔ اس لئے شاہجہانپور میں منعقد ہونے والی کانفرنس کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ آئندہ کانفرنس کے انعقاد کے لئے جو تاریخیں مقرر ہوں گی بذریعہ اخبار بدر اعلان کر دیا جائے گا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

لجنات بھارت متوجّہ ہوں!

(۱) لجنہ اماء اللہ کا سال ۳۰ر ستمبر ۱۹۸۰ء کو ختم ہو رہا ہے۔ ہر لجنہ اپنی اور ناصرات کی علیحدہ علیحدہ سالانہ رپورٹ ماہ ستمبر میں جلد از جلد بھجوانے کی کوشش کرے۔

(۲) انتخابات لوکل لجنات کے سرکلر ہر لجنہ کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ تمام لجنات ماہ ستمبر میں اپنی لجنہ کا انتخاب کروا کر بغرضِ منظوری لجنہ مرکزیہ قادیان کو جلد از جلد بھجوا دیں۔ ماہ اکتوبر ۱۹۸۰ء سے نئی عہدیداران لجنہ کا کام سنبھال لیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

آل بہار احمدیہ مسلم کانفرنس

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال تیسری آل بہار احمدیہ مسلم کانفرنس مظفر پور میں مورخہ ۲۹، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو منعقد ہوگی انشاء اللہ۔ اس کانفرنس کے لئے مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کو صدر مجلس استقبالیہ اور مکرم سید داؤد احمد صاحب کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔ صوبہ بہار کی جماعتوں سے گزارش ہے کہ چندہ کانفرنس درج ذیل پتہ پر جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ نیز ابھی سے اس کانفرنس میں شرکت کی تیاری شروع کر دیں۔ بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ اس کانفرنس کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دُعا فرمائیں۔

ترسیلِ زر کا پتہ: — SYED DAUD AHMAD, BHARAT MEDICAL HALL, KALYANI, MUZAFFARPUR-1 (BIHAR)

المعلن: عبد الرشید ضیاء انچارج احمدیہ مسلم مشن جمشید پور (بہار)

نادر و نایاب کتب اور اہم تاریخی تصاویر

مندرجہ ذیل نادر و نایاب کُتب اور اہم تاریخی تصاویر ہمارے ہاں دستیاب ہیں۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت فرمائیں:

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اُصول کی فلاسفی" کا گجراتی و مرہٹی ترجمہ۔
- حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تصنیف "پیغام احمدیت" کا فارسی و گجراتی ترجمہ۔
- حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی کتاب "حیات احمد علیہ السلام" کی مکمل جلدیں اور معارف القرآن کے متعلق لکھی گئی جملہ کُتب۔
- حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحبؓ کی انگریزی اور اُردو کتب کا مکمل سیٹ۔
- جماعت کی اہم تاریخی تصاویر کا قیمتی ذخیرہ جن میں ۱۹۳۹ء سے ۱۹۸۰ء تک کے عرصہ پر مشتمل تصاویر کی پہلی فہرست شائع کر دی گئی ہے۔ ضرورتمند احباب دو روپے کا پوسٹل آرڈر بھجوا کر یہ فہرست حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ قیمتی ذخیرہ احمدیت کی نئی نسل کو بزرگانِ سلسلہ کے نورانی چہروں سے متعارف کرانے کے علاوہ تبلیغ کا بھی ایک مفید ذریعہ ہے۔

یوسف احمد الٰہ دین سیکرٹری انجمن ترقیٔ اسلام۔ الٰہ دین بلڈنگ سکندر آباد — (آندھرا پردیش)

قادیان میں عید الاضحیہ کی قربانی

ہر سال عید الاضحیہ کے موقعہ پر خواہشمند احباب کی طرف سے امارت مقامی کے تحت قادیان میں قربانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بعض مخلصین جماعت نے اس مرتبہ بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے قربانی کے جانور کی قیمت دریافت کی ہے، اُن کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ قادیان میں قربانی کی شرائط پورا کرنے والے تندرست جانور کی قیمت اوسطاً مبلغ $\frac{220}{250}$ روپے ہے۔ قادیان میں قربانی دینے کے خواہشمند احباب مہربانی فرما کر بر وقت اطلاع دیں۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS AND ORDER SUPPLIERS,
PHONES: 52325 / 52686 P.P.
ویرائٹی
چپل پروڈکٹس
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز
۲۹/۴۲ مکھنیا بازار۔ کانپور (یو۔پی)

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY
MADRAS - 600004
PHONE NO. 76360.

REGD. NO. P/GDP. 3

PHONE NO. 35

THE WEEKLY **BADR** QADIAN—143516

SPECIAL ISSUE

قبولیتِ دُعا کا نشان

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے بہائیوں کے لیڈر کو دعوتِ مقابلہ

خالدِ احمدیت محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نوّر اللہ مرقدہٗ کے قلم سے

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) ایدہ اللہ بنصرہ نے مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۸ء کو ایک بابرکت مجلس علم وعرفان میں احمدیت اور بہائیت کے درمیان حق و باطل کے فرق کو نمایاں کرنے کی غرض سے بہائیوں کے لیڈر کو قبولیتِ دُعا کے سلسلہ میں نشان نمائی کے مقابلہ کی جو دعوت دی تھی اُسے خالدِ احمدیت محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نوّر اللہ مرقدہٗ نے اپنے قلم سے ماہنامہ "الفرقان" ربوہ بابت مارچ ۱۹۶۸ء کے اداریہ کی صورت میں شائع فرمایا تھا۔ افسوس کہ بارہ سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک بہائی لیڈر کو اس مقابلہ کے لئے میدان میں آنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ آج ہم پھر بہائیوں پر اتمامِ حجت کی غرض سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس چیلنج پر مشتمل محترم حضرت مولانا صاحب مرحوم کی یہ تحریر من وعن ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

"مذہب خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے کو کہتے ہیں۔ سچے مذہب کی علامت یہ ہے کہ اُس کا پیرو خدا رسیدہ اور مقرب بارگاہِ ایزدی بن جاتا ہے۔ خدا رسیدہ ہونا ایک حقیقت ہے۔ لفظی بات نہیں۔ خدا رسیدہ ہونے کے آثار ہیں جن سے کسی کا خدا رسیدہ ہونا پہچانا جاتا ہے۔ اُسے طمانیتِ قلب حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی دُعائیں بکثرت قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف فرماتا ہے۔ اُسے غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اس کی تائید ونصرت فرماتا ہے۔ اُسے دشمنوں کے مقابل غلبہ بخشتا ہے۔"

"اسلام کا دعویٰ ہے وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ کہ نزولِ اسلام کے بعد اور کوئی دین بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ کامل اور ہمیشہ کے لئے محفوظ دین ہے۔ گویا سچے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ علامات و آثار دیئے جاتے ہیں جو سچے مذہب کی علامت کے طور پر معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو وہ شجرۂ طیبہ قرار دیا ہے جو تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا کا مصداق ہے۔ کہ اُسے ہمیشہ پھل لگتے ہیں۔ اس میں ایسے افراد ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں جو اُس کے زندہ مذہب ہونے کے گواہ ہوتے ہیں۔ جنہیں قبولیت دُعا کا نشان دیا جاتا ہے۔

مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۸ء کو چند دوستوں سے بہائیت کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے زندہ مذہب کی حقیقی رُوح اور اس کی اِس علامت کا ذکر فرمایا۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علامت اِس وقت بھی موجود ہے۔ اگر بہائیوں کے لیڈر جو قرآن مجید کو منسوخ کتاب سمجھتے ہیں مجھ سے قبولیت دعا کے نشان میں مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو وہ میدان میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ ثابت کر دے گا کہ اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ میری دُعا سُنے گا اور بہائیوں کی دُعا قبول نہ کی جائے گی۔ کیونکہ میں سچے اور زندہ مذہب اِسلام کا پیرو ہوں اور بہائی باطل پر ہیں۔"

"کیا بہائیوں کے لیڈر اس روحانی مقابلہ کے لئے تیار ہوں گے؟"

("الفرقان" ربوہ مارچ ۱۹۶۸ء صفحہ ۲)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء۔ رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی۔ ۳